ڈاکٹر حافظ احسان الحق

قُرآن کا عَائلی قانُون

ادارۂ معارف اسلامی (کراچی)

قرآن
کا
عائلی قانون

فہرست

مؤلفہ
ڈاکٹر حافظ احسان الحق

35/2

ایم اے اسلامیات اور قانون کے نصاب کے مطابق

کتاب : قرآن کا عائلی قانون

مولف : ڈاکٹر حافظ احسان الحق (استاد شعبہ عربی جامعہ کراچی)

ناشر : ادارہ معارف اسلامی

ڈی-35 بلاک نمبر5

فیڈرل بی ایریا کراچی 75950

فون نمبر:6349840

نگراں : ابوالحسن انصاری

اشاعت اول : محرم الحرام 1412ھ - اگست 1991ء

تعداد : ایک ہزار

اشاعت دوم : رجب المرجب 1417ھ - نومبر 1996ء

تعداد : ایک ہزار

نحمدہٗ ونصلی علیٰ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم رسولہ الکریم

تعارفِ کتاب

قرآن کریم انسانیت کے لیے خُدا کا آخری پیغام ہے۔ یہ پیغام پوری نوعِ انسانی کے لیے مکمل ضابطۂ زندگی کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس پیغام کی وسعت و ہمہ گیری کا تقاضا تھا کہ یہ عربی زبان میں ہو، کیونکہ فصاحت و بلاغت کے زاویہ سے عربی زبان کی خصوصیات کسی دوسری زبان میں نہیں پائی جاتیں۔

عائلی قانون کی قرآنی آیات پر مشتمل یہ کتاب اسی نقطۂ نظر سے تالیف کی گئی ہے کہ ایک طرف اس سے قانون کے طلبہ قرآن کے عائلی احکام سے روشناس ہوں، دوسری طرف وہ ان آیات کو براہِ راست عربی میں سمجھیں۔ اس مقصد کے لیے کتاب کے آخر میں منتخبہ آیات کی لغات اور مختصر عربی قواعد تحریر کردیئے گئے ہیں —— لغات میں اسموں کی جمع اور افعال کا ماضی مضارع دینے پر اکتفا کیا گیا ہے جب کہ ترجمہ مصدری معنیٰ میں دیا گیا ہے —— ترجمہ و تشریح میں دورِ حاضر کی مشہور تفاسیر مثلاً تفہیم القرآن: سید ابُوالاعلیٰ مودودی. تفسیر ماجدی: مولانا عبدالماجد دریا آبادیؒ، معارف القرآن: مفتی محمد شفیعؒ اور ترجمۂ قرآن مجید: مولانا فتح محمد جالندھری کے ترجمہ سے مدد لی گئی ہے، جب کہ آیات کی لغات میں علامہ راغب اصفہانی کی مفردات القرآن سے استفادہ کیا گیا ہے۔

اِس کتاب کا باعثِ تالیف یہ ہے کہ ۱۹۷۷ء - ۱۹۷۸ء کے دوران، راقم سندھ مُسلم لاء کالج میں قرآنی عائلی قانون اور عربی زبان کے اعزازی لیکچرر کی حیثیت سے فرائض انجام دے رہا تھا کہ پرنسپل کالج جناب شیخ حیدر صاحب نے توجہ دلائی کہ اِس موضوع پر ایک جامع کتاب لکھی جائے جس میں قرآنی آیات کی موضوعات وار ترتیب

اور ضروری تشریح کا اہتمام کیا جائے، نیز فہم آیات کے لیے ضروری عربی دانی کا سامان فراہم کیا جائے!

اب یہ عام قارئین اور قانون کے طلبہ ہی بجا طور فیصلہ کرسکیں گے کہ میں ان مقاصد کے حصول میں کس حد تک کامیاب ہوسکا ہوں۔

امید یہی ہے کہ ان شاءاللہ یہ کتاب ایم اے اسلامیات اور قانون کے طلباء کے لیے یکساں طور پر مفید ثابت ہوگی!

اللہ تعالیٰ اس کوشش کو قبول فرمائے۔ آمین!

حافظ احسان الحق
استاذ شعبۂ عربی۔ جامعہ کراچی۔

قرآن

کا

عائلی قانون

ڈاکٹر حافظ احسان الحق

ادارۂ معارف اسلامی (کراچی)

نکاح

١

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ
وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً ۚ
وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ
عَلَيْكُمْ رَقِيبًا ۝ (النساء-آیت ۱)

ترجمہ - اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو، جس نے تمھیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیے اور اس اللہ سے ڈرو جس کے واسطے سے تم ایک دوسرے سے (حقوق) مانگتے ہو، اور قرابت داریوں میں تقویٰ اختیار کرو، بیشک اللہ تم پر نگہبان ہے۔

O mankind! reverence your Guardian-Lord, who created you from a single Person created, of like nature, his mate, and from them twain scattered (like seeds) countless men and women; —Reverence Allah, through whom ye demand your mutual (rights), and (reverence) the wombs (that bore you); for Allah ever watches over you. (Nisaaa : 1)

تشریح - یہ سورۂ نساء کی پہلی آیت ہے، جو اسلام کے عائلی قوانین میں بنیاد کی حیثیت رکھتی ہے، اور خاندانی نظام کی اصلاح و بہتری کے لیے اخلاقی ضابطہ فراہم کرتی ہے، چونکہ سورۂ نساء کا خاصا حصہ عائلی قوانین کی آیات پر مشتمل ہے، اس لیے اس آیت میں اس بات کی ترغیب دی گئی ہے کہ ان قوانین پر عمل درآمد میں تقویٰ اختیار کیا جائے، کیونکہ یہ قوانین اس ہستی کی طرف سے ہیں

جو ہر وقت انسانی افعال و اعمال پر نظر رکھے ہوئے ہے۔

۲

وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِى الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ
مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا
فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۚ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَلَّا تَعُوْلُوْا ۝

(النساء ، آیت ۳)

ترجمہ - اور اگر تم یتیموں کے ساتھ بے انصافی کرنے سے ڈرتے ہو تو جو عورتیں تم کو پسند آئیں ان میں سے دو دو، تین تین، چار چار سے نکاح کر لو۔ لیکن اگر تمھیں اندیشہ ہو کہ ان کے ساتھ عدل نہ کر سکو گے تو ایک ہی پر اکتفا کر لو، یا وہ عورتیں جو تمھارے قبضہ میں آئی ہوں، بے انصافی سے بچنے کے لیے یہ زیادہ قرین صواب ہے۔

If ye fear that ye shall not be able to deal justly with orphans, marry women of your choice, two, or three, or four; but if ye fear that ye shall not be able to deal justly (with them), then only one, or (a captive) that your right hands possess. That will be more suitable, to prevent you from doing injustice. (Nisaaa : 3)

تشریح - اس آیت کی تشریح میں حضرت ابن عباسؓ اور ان کے شاگرد حضرت عکرمہؓ فرماتے ہیں کہ دورِ جاہلیت میں نکاح پر کوئی قید نہ تھی، ایک شخص دس دس شادیاں کر لیتا تھا، پھر اخراجات کی زیادتی کی بنا پر اپنے رشتے دار یتیموں کے حقوق پر دست درازیاں کرتا، اس پر اللہ نے نکاح کے لیے چار کی حد مقرر فرما دی۔

اس آیت کی مزید تفسیریں حضرت عائشہؓ اور حضرت سعید بن جبیرؒ اور بعض دوسرے مفسرین سے مروی ہیں۔ بہر حال اس بات پر فقہاء امت کا اجماع ہے کہ اس آیت نے تعددِ ازدواج کو محدود کر دیا ہے اور بیک وقت چار سے زیادہ بیویاں رکھنے کو ممنوع قرار دیا ہے۔ اسی طرح ایک سے زیادہ بیوی رکھنے کی صورت میں عدل کی کڑی شرط بھی لگا دی ہے، اور جو شخص عدل کی شرط پوری نہیں کرتا وہ حکم الٰہی

کی صریح خلاف ورزی کا مرتکب ہوتا ہے۔

(۳)

وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ۚ وَاِنْ تُصْلِحُوْا وَ تَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ (النساء، آیت ۱۲۹)

ترجمہ - تم بیویوں کے درمیان عدل نہیں کر سکتے۔ اگرچہ تم اس کے کتنے ہی خواہش مند کیوں نہ ہو، لہٰذا ایک بیوی کی طرف اس طرح نہ جھک جاؤ کہ دوسری کو لٹکتا چھوڑ دو اور اگر تم اصلاح کر لو اور تقویٰ اختیار کرو تو اللہ بہت بخشنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔

Ye are never able to be fair and just as be tween women, even if it is your. ardent desire : But turn not away (from a woman) altogether, so as to leave her (as it were) hanging (in the air). If ye come to a friendly understanding and practise self-restraint, Allah is Oft-Forgiivng, Most Merciful.

(Nisaaa' : 129)

تشریح - گزشتہ آیت میں عدل کی شرط لگائی گئی تھی، اس آیت میں عدل کا معیارِ مطلوب بتایا گیا ہے۔ کہ ایک شخص اگر پورا پورا عدل کرنا بھی چاہے تو بشری کمزوریوں کی بنا پر اس پر قادر نہیں ہو سکتا، لہٰذا عدل کی شرط کا تقاضا یہ ہے کہ وہ ممکن حد تک مساویانہ برتاؤ رکھے، کسی ایک کی طرف اتنا مائل نہ ہو کہ دوسری اپنے آپ کو بے سہارا سمجھنے لگے۔

(۴)

وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ ؕ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ

اَخْدَانٍ ۚ فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ ۚ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ ۚ وَاَنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

(النساء: آیت ۲۵)

ترجمہ - اور تم میں سے جو اتنی مقدرت نہ رکھتا ہو کہ خاندانی مسلمان عورتوں سے نکاح کر سکے اُسے چاہیے کہ تمھاری ان مؤمنہ لونڈیوں سے جو تمھارے قبضے میں ہوں نکاح کرے اور اللہ تمھارے ایمانوں سے خوب واقف ہے، تم سب آپس میں ایک ہو لہٰذا ان کے سرپرستوں کی اجازت سے ان کے ساتھ نکاح کرو اور معروف طریقے سے ان کے مہر ادا کرو، تاکہ وہ حصار نکاح میں محفوظ ہو جائیں اور آزاد شہوت رانی نہ کریں اور نہ چوری چھپے آشنائیاں کرتی پھریں، پھر اگر ان سے بے حیائی کا کام سرزد ہو جائے تو ان کی سزا خاندانی عورتوں کی سزا کا نصف ہے۔ یہ سہولت تم سے ان لوگوں کے لیے ہے، جنھیں بدکاری میں مبتلا ہونے کا ڈر ہو۔ لیکن اگر تم صبر کرو تو یہ تمھارے لیے زیادہ بہتر ہے۔ اور اللہ بہت بخشنے والا مہربان ہے۔

If any of you have not the means wherewith to wed free believing women, they may wed believing girls from among those whom your right hands possess; and Allah hath full knowledge about your faith. Ye are not one from another : Wed them with the leave of their owners, and give them, their owners, according to what is reasonable; they should be chaste, not lustful, nor taking paramolurs : when they are taken in wedlock, if they fall into shame, their punishment is half that for free women. This (permission) is for those among you who fear sin; But it is better for you that ye practice self-restraint; and Allah is Oft-Forgiving, Most Merciful.
(Nisa (Nisaaa : 25)

تشریح - اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص پاک دامنی کی زندگی بسر نہ کر سکتا ہو اور اس میں اتنی استطاعت بھی نہ ہو کہ آزاد خاندانی مسلمان عورت سے نکاح

کر سکے تو اسے چاہیے کہ وہ مؤمنہ لونڈی سے نکاح کر لے، اس لیے کہ مراتب کا یہ فرق اضافی ہے، ایمان لانے کے بعد اللہ کی نگاہ میں سب ایک ہیں، اسی طرح لونڈیوں کو چاہیے کہ نکاح ہونے کے بعد پاک دامنی کی زندگی بسر کریں۔ (آزاد مسلمان عورتوں کو دی جانے والی سزا کا ذکر سورۂ نور کی دوسری آیت میں ہے)۔

٥

وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝ (البقرۃ: آیت ۲۲۱)

ترجمہ ۔ اور تم مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو، جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں، ایک مؤمن لونڈی ایک مشرک عورت سے بہتر ہے اگرچہ وہ تمھیں پسند ہو۔ اور تم اپنی عورتوں کا نکاح مشرک مردوں سے نہ کرنا جب تک کہ وہ ایمان نہ لے آئیں۔ ایک مؤمن غلام مشرک (آزاد) مرد سے بہتر ہے، اگرچہ وہ تمھیں پسند ہو۔ یہ لوگ تمھیں آگ کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ تمھیں اپنے اذن سے جنت و مغفرت کی طرف بلاتا ہے اور اپنے احکام لوگوں کے لیے واضح کرتا ہے تاکہ وہ نصیحت قبول کریں۔

Do not marry unbelieving women (idolaters), until they believe; A slave woman who believes is better than an unbelieving woman, even though she allure you. Nor marry (your girls) to unbelievers until they believe; A man slave who is believes is better than an unbeliever, even though he allure you. Unbelievers do (but) beckon you to fire. But Allah beckons by His Grace to the Garden (of Bliss) and forgiveness, and makes His Signs clear to mankind; That they may celebrate His Praise. (Baqarah : 221)

تشریح ۔ اس آیت میں مشرک مردوں اور عورتوں سے نکاح نہ کرنے کا حکم

دیا گیا ہے، اس لیے کہ نکاح محض جسمانی تعلق کا نام نہیں بلکہ یہ ایک تمدنی اور سماجی معاہدہ بھی ہے، لہٰذا شوہر اور بیوی میں سے کوئی ایک مشرک ہوگا تو اس سے اس کی نسل متاثر ہوگی، لہٰذا مؤمن مردوں اور عورتوں کو تلقین کی گئی کہ وہ مشرک مردوں اور عورتوں سے قلبی تعلق کے باوجود نکاح نہ کریں، کیوں کہ یہ ان کے ایمان کا تقاضا ہے اور ایمان کے تقاضوں پر شخصی جذبات کی قربانی گھاٹے کا سودا نہیں ہے۔

(۶)

اَلزَّانِیْ لَا یَنْکِحُ اِلَّا زَانِیَۃً اَوْ مُشْرِکَۃً وَّالزَّانِیَۃُ لَا یَنْکِحُھَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِکٌ وَحُرِّمَ ذٰلِکَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ ○ (النور: آیت ۳)

ترجمہ - زانی نکاح نہیں کرتا مگر زانیہ یا مشرکہ کے ساتھ، اور زانیہ کے ساتھ نکاح نہیں کرتا مگر زانی یا مشرک، اور یہ اہل ایمان پر حرام کیا گیا ہے۔

Let no man guilty of adultery or fornication marry any but a woman similarly guilty, or an unbeliever nor let any but such a man or an unbeliever, marry such a woman: To the believers such a thing is forbidden. (Noor : 3)

تشریح - اس آیت کا مفہوم یہی ہے کہ زانی مردوں کے لیے زانیہ عورتیں ہی موزوں ہیں، اسی طرح زانیہ عورتوں کے لیے بھی زانی مرد ہی موزوں ہیں، مگر اہل ایمان کے لیے مناسب نہیں کہ بدکار لوگوں سے اپنے تعلقات استوار کریں، سوائے اس کے کہ وہ توبہ کر کے اپنی اصلاح کرلیں، پھر وہ اس زمرے میں داخل نہیں ہوں گے۔

(۷)

اَلْیَوْمَ اُحِلَّ لَکُمُ الطَّیِّبٰتُ وَطَعَامُ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ حِلٌّ لَّکُمْ وَطَعَامُکُمْ حِلٌّ لَّھُمْ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِکُمْ اِذَآ اٰتَیْتُمُوْھُنَّ اُجُوْرَھُنَّ مُحْصِنِیْنَ غَیْرَ مُسٰفِحِیْنَ وَلَا مُتَّخِذِیْٓ اَخْدَانٍ وَمَنْ یَّکْفُرْ

بِالْاِیْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ ۡ وَھُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ۝

(المائدۃ : آیت ۵)

ترجمہ - آج تمہارے لیے ساری پاک چیزیں حلال کردی گئی ہیں ۔ اہلِ کتاب کا کھانا تمہارے لیے حلال ہے اور تمہارا ان کے لیے، اور تمہارے لیے حلال ہیں خاندانی مومن عورتیں، اور ان کی خاندانی عورتیں بھی، جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی، بشرطیکہ تم ان کے مہر ادا کر کے ان کے محافظ بننے والے ہو نہ کہ آزاد شہوت رانی کرنے لگو یا چوری چھپے آشنائیاں کرو۔ اور جو کوئی ایمان کا انکار کرے گا تو اس کا عمل ضائع ہوگا، اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔

This day are (all) things good and pure made lawful unto you. The food of the people of the Book is lawful unto you and yours is lawful unto them. (Lawful unto you in marriage) are (not only) chaste women who are believers, but chaste women among the people of the Book revealed before your time, — when ye give them their due dowers, and desire chastily, not lewdness, nor secret intrigues. If anyone rejects faith, fruitless is his work, and in the Hereafter he will be in the ranks of those who have lost (all spiritual good). (Maaa-'Idah : 6)

تشریح - اس آیت میں اہلِ کتاب (یہود و نصاریٰ) کی عورتوں سے نکاح کی اجازت دی گئی ہے، مگر شرط یہ لگائی گئی ہے کہ وہ مُحْصَنٰت (محفوظ) ہوں۔ اس حکم کے بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے، حضرت ابن عباس رضؓ کے قول کے مطابق اس سے وہ اہلِ کتاب مراد ہیں جو اسلامی حکومت کی رعایا ہوں، رہے دارالحرب اور دارالکفر کے یہود و نصاریٰ تو ان کی عورتوں سے نکاح درست نہیں۔ حنفیہ کے نزدیک بیرونِ ملک کے اہلِ کتاب کی عورتوں سے نکاح کرنا حرام نہیں، صرف مکروہ ہے۔

اسی طرح اس آیت میں اہلِ کتاب کے کھانے کو حلال قرار دیا گیا ہے جب کہ وہ کھانا پاک چیزوں پر مشتمل ہو، اگر کھانے میں حرام چیزیں ہوں تو وہ نہیں کھایا جائے گا۔ اہلِ کتاب کا ذبیحہ کھانا بھی جائز ہے بشرطیکہ اس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو۔

٨ ٩ ١٠

وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّهٗ
كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا ۝ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ
وَبَنٰتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ الْاَخِ وَبَنٰتُ
الْاُخْتِ وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْۤ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَ
اُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِيْ
دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَآئِلُ
اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا
قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ
اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ
اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ
بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً ؕ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ
بِهٖ مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ (النساء: آیت ۲۲ تا ۲۴)

ترجمہ۔ اور تم ان عورتوں سے نکاح مت کرو جن سے تمہارے باپ نکاح کر چکے ہوں، مگر جو ہو چکا سو ہو چکا۔ درحقیقت یہ ایک بے حیائی کا فعل اور انتہائی قابلِ نفرت بات تھی اور بُرا چلن تھا۔ تم پر حرام کی گئی ہیں تمہاری مائیں، بیٹیاں، بہنیں پھوپھیاں، خالائیں، بھتیجیاں، بھانجیاں، اور تمہاری وہ مائیں جنھوں نے تم کو دودھ پلایا ہو، اور تمہاری دودھ شریک بہنیں اور تمہاری بیویوں کی مائیں اور تمہاری بیویوں کی لڑکیاں جنھوں نے تمہاری گودوں میں پرورش پائی ہے، یعنی ان بیویوں کی لڑکیاں جن سے تم مباشرت کر چکے ہو، ورنہ اگر (صرف نکاح ہوا ہو) مباشرت نہ کی ہو (تو انھیں چھوڑ کر ان کی لڑکیوں سے نکاح کر لینے میں) تم پر کوئی مواخذہ نہیں ہے — اور تمہارے ان بیٹوں کی بیویاں جو تمہاری صُلب سے ہوں، اور یہ بھی حرام کیا گیا ہے کہ ایک نکاح میں دو بہنوں کو جمع کرلو، مگر جو ہو چکا سو ہو چکا، بیشک اللہ بہت بخشنے والا، رحم

کرنے والا ہے۔ اور وہ عورتیں بھی تم پر حرام ہیں جو کسی دوسرے کے نکاح میں ہوں،
سوائے ان عورتوں کے جو تمھاری ملکیت میں آئیں۔ یہ اللہ کا قانون ہے جس کی پابندی
تم پر لازم ہے — ان کے علاوہ جتنی عورتیں ہیں، انھیں اپنے اموال کے ذریعے حاصل
کرنا تمھارے لیے حلال کر دیا گیا ہے، بشرطیکہ قیدِ نکاح میں انھیں محفوظ کرلو، نہ یہ کہ آزاد
شہوت رانی کرنے لگو پھر جو لطف تم ان سے اٹھاؤ، اس کے بدلے ان کا مہر بطور فرض ادا
کرو، اور تمھارے لیے کوئی مضائقہ نہیں کہ مہر مقرر ہونے کے بعد آپس کی رضامندی سے کوئی
سمجھوتہ کرلو۔ بیشک اللہ بہت جاننے والا اور بڑی حکمت والا ہے۔

And marry not women whom your fathers married, — Except what is past : It was shameful and odious, — An abominable custom indeed.

Prohibited to you (for marriage) are :— Your mothers, daughters, sisters, father's sisters, mother's sisters, brother's daughters, sister's daughters, foster-mothers (who gave you suck), foster sisters, your wives' mothers, your step-daughters under your guardianship, born of your wives to whom ye have gone in, — No prohibition if ye have not gone in; — (Those who have been) wives of your sons proceeding from your loins; and two sister in wedlock at one and the same time, except for what is past; For Allah is Oft-Forgiving, Most Mericful; —

Also (prohibited are) women already married, except those whom your right hands possess. Thus hath Allah ordained (prohibitions) against you; except for these all others are lawful, provided ye seek (them in marriage) with gifts from your property, — desiring chastity, not lust, seeing that ye derive benefit from them, give them their dowers (at least) as prescribed; but if, after a dower is prescribed, ye agree mutually (to vary it), there is no blame on you, and Allah is All-Knowing, All-Wise.
(Nisaaa : 22-24)

تشریح - ان تین آیات میں محرمات کا بیان تفصیل سے کیا گیا ہے۔ اس سلسلے

کے دیگر احکام یہ ہیں :- جو شخص محرمات میں کسی سے نکاح کرے گا یا محرمات میں سے کسی سے زنا کرے گا تو اسلامی قانون میں یہ فعل قابل دست اندازیٔ پولیس ہو گا۔ ابوداؤد، نسائی اور مسند احمد کی روایات کے مطابق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص کو موت اور ضبطیٔ جائداد کی سزا دی ہے اور فرمایا ہے : مَنْ وَقَعَ عَلٰی ذَاتِ مَحْرَمٍ فَاقْتُلُوْهُ "جو شخص محرمات میں کسی سے زنا کرے اسے قتل کر دو۔" فقہاء میں امام احمدؒ کے نزدیک ایسے شخص کی یہی سزا ہے کہ اسے قتل کر دیا جائے اور جائداد ضبط کر لی جائے، البتہ امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک زنا کی صورت میں حدِ زنا جاری ہو گی اور صِرف نکاح کی شکل میں عبرت ناک سزا دی جائے گی۔

پہلی آیت میں ماں سے نکاح کے حکم میں سگی اور سوتیلی دونوں شامل ہیں، دادی اور نانی بھی اسی حکم میں داخل ہیں۔ دوسری آیت میں بیٹی کے حکم میں پوتی اور نواسی بھی شامل ہیں، بہن کے حکم میں سگی بہن، ماں شریک بہن اور باپ شریک بہن تینوں شامل ہیں۔ اِسی طرح پھوپھیوں اور خالاؤں میں سگی اور سوتیلی یکساں طور پر حرام ہیں۔

بھتیجیوں اور بھانجیوں میں بھی سگے اور سوتیلی کا فرق نہیں ہے۔ یعنی بھائی اور بہن خواہ سگے ہوں یا سوتیلے یا باپ شریک، ان کی بیٹیاں حرام ہوں گی۔ اس بات پر بھی اجماعِ امت ہے کہ ایک لڑکے یا لڑکی نے جس عورت کا دودھ پیا ہو، اس کے لیے وہ عورت ماں کے حکم میں ہے اور عورت کا شوہر باپ کے حکم میں ہے اور تمام وہ رشتے جو ماں اور باپ کے تعلق سے حرام ہوتے ہیں، رضاعی ماں اور باپ کے تعلق سے بھی حرام ہو جاتے ہیں کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : یحرم من الرضاعة ما یحرم من النسبِ "جو رشتے نسب سے حرام ہوتے ہیں رضاعت سے بھی وہ حرام ہو جاتے ہیں۔"

"تمھاری بیویوں کی لڑکیاں جنھوں نے تمھارے گھروں میں پرورش پائی ہو۔" ان لڑکیوں (سوتیلی بیٹیوں) کی حرمت کے یہ الفاظ شرط نہیں ہیں، بلکہ فقہائے امت کا اجماع ہے کہ سوتیلی بیٹی حرام ہے چاہے اس نے سوتیلے باپ کے گھر پرورش پائی ہو یا نہ پائی ہو۔

دو بہنوں کی طرح خالہ، بھانجی، پھوپھی اور بھتیجی کو بھی ایک ساتھ جمع نہیں کیا جاسکتا اس سلسلے میں یہ اُصول جان لینا سہولت کا باعث ہوگا کہ ایسی دو عورتوں کو نکاح میں جمع کرنا جائز نہیں جن میں سے کوئی ایک اگر مرد ہوتا تو دُوسری سے اس کا نکاح حرام ہوتا۔

مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ سے مراد وہ عورتیں ہیں جو جنگ میں ہاتھ لگیں اور اُن کے کافر شوہر دار الحرب میں موجود ہوں وہ حرام نہیں ہیں، کیونکہ دار الحرب سے دار الاسلام میں آنے کے بعد ان کے نکاح ٹوٹ گئے، ایسی عورتوں سے نکاح بھی کیا جاسکتا ہے اور جس کی ملکیت میں ہوں وہ ان سے تمتع بھی کرسکتا ہے۔ لونڈیوں سے متعلق دیگر احکامات یہ ہیں:۔

۱۔ جو عورتیں جنگ میں پکڑی جائیں گی وہ اسلامی حکومت کے سپرد کی جائیں گی حکومت چاہے انھیں رہا کردے یا فدیہ لے لے یا قیدیوں سے ان کا تبادلہ کرے یا سپاہیوں میں تقسیم کردے۔

۲۔ مِلک میں دی جانے والی عورت سے ایک مرتبہ ایامِ ماہواری آنے کے بعد ہی مباشرت کی جاسکتی ہے، اگر حاملہ ہوگی تو وضع حمل سے پہلے مباشرت ناجائز ہے۔

۳۔ ایسی عورت کی اولاد کے حقوق وہی ہوں گے جو دوسری اولاد کے ہوں گے صاحبِ اولاد ہونے کے بعد یہ عورت فروخت نہیں کی جاسکتی، بلکہ مالک کے مرنے کے بعد خود بخود آزاد ہو جائے گی۔

۴۔ ملکیت کے دوسرے حقوق کی طرح مالک کے لیے ان عورتوں کے مالکانہ حقوق بھی قابلِ انتقال ہیں۔ لونڈیوں کی تعداد کا عدمِ تعین جنگی حالات کے غیر یقینی ہونے کی وجہ سے ہے۔

مہر

(۱۱)

وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ۚ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَیْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِیْٓــًٔا مَّرِیْٓــًٔا ○ (النسآء : آیت ۴)

ترجمہ - اور عورتوں کے مہر خوش دلی سے ادا کرو، پھر اگر وہ اپنی خوشی سے اس میں سے کچھ تمھارے لیے چھوڑ دیں تو اسے تم مزے سے کھا سکتے ہو۔

And give the women (On marriage) their dower as a free gift; but if they, of thier own good pleasure, remit any part of it to you, take it and enjoy it with right good cheer. (Nisaaa : 4)

تشریح - اس آیت میں مہر کی ادائگی کا حکم دیا گیا ہے، ہاں اگر کوئی عورت خود معاف کر دے تو یہ اللہ کے نزدیک بھی معاف سمجھا جائے گا۔ اصطلاح شرع میں اگر بیوی مہر وصول کر کے واپس کر دے تو یہ "ہبہ" کہلائے گا، اور اگر لیے بغیر ہی معاف کر دے تو یہ "ابرا" ہوگا اور دونوں صورتیں جائز ہیں، مگر اس میں یہ ضروری ہے کہ مہر کے معاف کر دینے میں عورت کی پوری رضامندی شامل ہو، اور شوہر کے جبر یا مکروفریب کا دخل نہ ہو۔

حضرت عمرؓ اور قاضی شریحؒ کے ایک فیصلے کی رو سے اگر کسی عورت نے اپنے شوہر کو پورا مہر یا اس کا جزو معاف کر دیا ہو اور بعد میں وہ پھر اس کا مطالبہ کرے، تو شوہر کو اس کی ادائگی پر مجبور کیا جائے گا، کیونکہ اس کا یہ مطالبہ کرنا ہی اس کی عدم رضامندی کی دلالت کے لیے کافی ہے۔

(۱۲)

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَآ اٰتَیْتُمُوْهُنَّ اِلَّآ اَنْ

يَأْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۚ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا ۝ (النسآء : آیت ۱۹)

ترجمہ ۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو، تمھارے لیے حلال نہیں کہ زبردستی عورتوں کے وارث بن بیٹھو، اور نہ حلال ہے کہ انھیں تنگ کر کے اس (مہر) کا کچھ حصہ اڑا لینے کی کوشش کرو جو تم انھیں دے چکے ہو، سوائے اس کے کہ وہ کسی صریح بدچلنی کی مرتکب ہوں۔ اور ان (بیویوں) کے ساتھ بھلے طریقے سے زندگی بسر کرو۔ اگر وہ تمھیں ناپسند ہوں تو ہو سکتا ہے کہ ایک چیز تمھیں پسند نہ ہو مگر اللہ نے اس میں بہت کچھ بھلائی رکھ دی ہو۔

O ye who believe! Ye are forbidden to inherit women against their will, nor should ye treat them with harshness, that ye may take away part of the dower ye have given them, — except where they have been guilty of open lewdness. On the contrary live with them on a footing of kindness and equity. If ye take a dislike to them it may be that ye dislike a thing, and Allah brings about through it a great deal of good. (Nisaaa : 19)

تشریح ۔ دورِ جاہلیت میں میت کی جائداد کی طرح اس کی بیویاں بھی اپنے مال کے ساتھ وارث کے قبضے میں آجاتیں تھیں۔ دوسرا بُرا رواج یہ تھا کہ مال دار بیوہ کے وارث اس کے نکاح میں رکاوٹ ڈالتے، کیونکہ وہ اپنا مال اپنے ساتھ لے جائے گی ۔ تیسری صورت یہ تھی کہ شوہر طلاق کی صورت میں بیوی کو تنگ کر کے اس کا دیا ہُوا مہر واپس لینے کی کوشش کرتا۔ ان سب برائیوں کو قرآن نے ختم کیا۔ پھر فرمایا گیا کہ عورت کسی نقص کی وجہ سے شوہر کو پسند نہ آئے تو اسے دِل برداشتہ ہو کر اسے چھوڑ نہیں دینا چاہیے، بلکہ صبر سے کام لے کر تمام خوبیوں کو بروئے کار لانے کا موقع دینا چاہیے، ہو سکتا ہے اس کی خوبیاں اس

کے نقائص پر غالب آجائیں۔

۱۳

وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْـًٔا ؕ اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ○ (النسآء : آیت ۲۰)

ترجمہ - اور اگر تم ایک بیوی کی جگہ دوسری لانے کا ارادہ کرلو تو خواہ تم نے اسے ڈھیر سا مال ہی کیوں نہ دیا ہو، اس میں سے کچھ نہ واپس لوگے۔ کیا تم اُسے بہتان لگاکر اور صریح گناہ کرکے واپس لوگے؟

But if ye decide to take one wife in place of another, even if ye had given the latter a whole treasure for dower, take not the least bit of it back: Would ye take it by slander and a manifest wrong? (Ni: (Nisaaa : 20)

تشریح - اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ مہر کی ادائیگی کے بعد علیحدگی کی صورت میں شوہر بیوی سے مہر واپس نہیں لے سکتا، بلکہ اس کے برعکس اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ مرد اپنی طرف سے مزید کچھ دے کر رخصت کرے۔

۱۴

لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً ۚ وَّمَتِّعُوْهُنَّ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ ۚ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ ○

۱۵

وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ اِلَّآ اَنْ يَّعْفُوْنَ اَوْ يَعْفُوَا الَّذِيْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ ۚ وَاَنْ تَعْفُوْٓا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ؕ

لَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ إِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝

(البقرۃ : آیات ۲۳۶-۲۳۷)

ترجمہ - اگر تم عورتوں کو ہاتھ لگانے اور مہر مقرر کرنے سے پہلے طلاق دے دو تو تم پر کچھ گناہ نہیں - ہاں خوش حال آدمی اپنی حیثیت کے مطابق اور غریب آدمی اپنی حیثیت کے مطابق کچھ مال معروف طریقے سے دے - یہ نیکوکاروں پر ایک طرح کا حق ہے -

اور اگر تم انھیں ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دو جب کہ تم ان کا مہر مقرر کر چکے ہو تو نصف مہر ادا کرنا ہوگا - یہ اور بات ہے کہ عورتیں مہر بخش دیں، یا مرد جس کے ہاتھ میں عقد نکاح ہے، بخش دے (اور پورا مہر دے دے) اور اگر تم مرد بخش دو تو یہ تقوی کے زیادہ قریب ہے - اور آپس میں بھلائی کرنے کو فراموش مت کرو - کچھ شک نہیں کہ اللہ تمھارے سب اعمال دیکھ رہا ہے -

There is no blame on you if ye divorce women before consummation or the fixation of their dower; But bestow on them (a suitable gift) the wealthy according to his means, and the poor according to his means; — A gift of a reasonable amount is due from those who wish to do the right things.

And if ye divorce them before consummation, but after the fixation of a dower for them, then the half of the dower (is due to them), unless they remit it. Or (the man's half) is remitted by him in whose hands is the marriage tie; and the remission (of the man's half) is the nearest to righteousness, and do not forget liberality between yourselves, for Allah see well all that ye do.

(Baqarah : 236-237)

تشریح - اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ خلوت سے قبل طلاق کی صورت میں طے کردہ مہر کے نصف کی ادائیگی واجب ہے، لیکن اگر مہر مقرر نہ کیا گیا ہو تو

"مہرِ مثل" یعنی خاندانی مہر کا نصف واجب ہو گا۔ البتہ مرد آدھے کے بجائے پُورا دے دے یا عورت آدھا مہر بھی نہ لے، تو دونوں ایسا کر سکتے ہیں۔ لیکن آیت میں مَردوں کو تلقین کی گئی ہے کہ یہ بات ان کے شایانِ شان ہے کہ وہ فیاضی کا برتاؤ کریں، ان کی یہ روش تقویٰ کی روش ہو گی۔

طلاق

طلاق کے لفظی معنیٰ کسی بندھن سے آزاد کرنے کے ہیں - عربی کا محاورہ ہے:-
اطلقتُ البعیرَ من عقالہٖ وطلّقتہ' میں نے اُونٹ کا بندھن کھول دیا
اور اسے آزاد کر دیا - عربی میں طالق اور طلق اس اونٹ کو بھی کہا جاتا ہے،
جسے آزاد چھوڑ دیا جائے، یہیں سے طَلَقَتُ الْمَرْأَۃَ کا محاورہ مستعار ہے، جس
کا مطلب یہ ہے کہ میں نے عورت کو طلاق دے دی، یعنی نکاح کے بندھن سے
آزاد کر دیا -

نکاح جو اسلامی نقطۂ نظر سے ایک مقدس سماجی معاہدہ ہے جو زوجین زندگی بھر
کا ساتھ دینے کے لیے کرتے ہیں، لیکن بسا اوقات ازدواجی زندگی ایسے حالات سے
دوچار ہوتی ہے جس میں اس معاہدے کا قائم رکھنا مشکل ہو جاتا ہے، ایسی صورتِ
حال میں اسلام کی تعلیم صبر و تحمل سے معاملات کو سلجھانے کی ہے کیونکہ ممکن ہے،
جن وجوہ کی بنا پر ایک شخص اتنا اہم اقدام کرتا ہے، وہ عارضی اور وقتی ہوں، نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:- "اِنَّ اَبغضَ الحلالِ اِلَی اللہِ الطلاقَ -
بیشک اللہ کے نزدیک حلال چیزوں میں انتہائی ناپسندیدہ طلاق ہے۔" دوسری
حدیث میں آپ نے فرمایا:- تزوّجوا ولا تطلّقوا فاِنَّ اللہ لا یحبُّ
الذوّاقین والذوّاقات، شادی کرو اور طلاق نہ دو، بیشک اللہ ہر گھاٹ
سے لطف اندوز ہونے والے مردوں اور عورتوں کو پسند نہیں کرتا - اس پس منظر میں
سورۂ نساء کی اِس آیت کا مطالعہ ہمارے لیے ہدایت و راہنمائی کا باعث ہے:-

۱۶

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰہُ بَعْضَهُمْ عَلٰی
بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ

لِلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ
وَاهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا
عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ۝

(۱۷)

وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا
مِّنْ اَهْلِهَا اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ
عَلِيْمًا خَبِيْرًا ۝ (النسآء : آیات ۳۴-۳۵)

ترجمہ - مرد عورتوں پر منتظم ونگہبان ہیں، اس بنا پر کہ اللہ نے ایک کو دوسرے پر فضیلت عطا کی ہے، اور اس لیے بھی کہ مرد اپنا مال خرچ کرتے ہیں تو صالح عورتیں وہ ہیں جو اطاعت شعار ہوتی ہیں، اور مردوں کے پیچھے اللہ کی حفاظت ونگرانی میں ان کے (حقوق کی) حفاظت کرتی ہیں، اور جن عورتوں سے تمھیں سرکشی کا اندیشہ ہو، انھیں سمجھاؤ (اگر وہ نہ سمجھیں تو) خواب گاہوں میں ان سے علیحدہ رہو، اور (پھر بھی باز نہ آئیں تو) انھیں مارو۔ پھر اگر وہ تمھاری مطیع ہو جائیں تو انھیں ایذا دینے کا راستہ تلاش نہ کرو۔ بیشک اللہ تعالیٰ سب سے اعلیٰ اور بالاتر ہے۔

اور اگر تمھیں ان (میاں بیوی) کے درمیان تعلقات بگڑنے کا اندیشہ ہو تو ایک حَکَم مرد کے رشتہ داروں میں سے اور ایک عورت کے رشتہ داروں میں سے مقرر کرو۔ اگر وہ دونوں اصلاح کرنا چاہیں گے تو اللہ ان کے درمیان موافقت کی صورت نکال دیگا۔ بیشک اللہ سب کچھ جانتا اور باخبر ہے۔

Men are the protectors and maintainers of women, because Allah has given the one more (strength) than the other, and because they support them from their mean.

Therefore the righteous women are devoutly obedient, and guard in (the husband's) absence what Allah would have them guard. As to those women on whose part ye fear disloyalty and ill-conduct, adomnish them (first), (next), refuse to share their

beds, (and last) beat them (lightly); but if they return to obedience, seek not against them means (of annoyance); for Allah is Most High, Great (above you all).

If ye fear a breach between them twain, appoint (two) arbiters, one from his family, and the other from hers. If they wish for peace, Allah will cause their reconsiliation; for Allah hath full knowledge, and is acquainted with all things. (Nisaaa : 34-35)

تشریح ۔ ان آیات میں جو ہدایات دی گئیں ہیں، ان کا خلاصہ یہ ہے :۔

میاں بیوی کے درمیان نزاع کی صورت میں گھر ہی گھر میں اصلاحِ احوال کی کوشش کرنی چاہیے، بیوی کی طرف سے سرکشی اور بدخوئی پر شوہر مختلف تدابیر اختیار کرسکتا ہے، پہلے افہام وتفہیم سے کام لے اور اگر اس پر بھی اصلاح نہ ہو تو پھر خوابگاہ سے علیحدگی، اور آخری چارۂ کار کے طور پر مار پیٹ بھی کرسکتا ہے، ایسی حالت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت فرمائی کہ مُنہ پر نہ مارا جائے، بے رحمی سے نہ مارا جائے، اور ایسی چیز سے نہ مارا جائے جو جسم پر نشان چھوڑ جائے۔

دوسری آیت میں میاں بیوی کے درمیان ناموافقت کی صورت میں پنچ یا ثالث مقرر کرنے کا ذکر ہے کہ زوجین کے خاندان اپنے درمیان سے ایک ایک فرد کو فیصلہ کرنے کے لیے منتخب کرلیں۔ اِس میں اختلاف ہے کہ ثالثوں کے اختیارات کیا ہیں؟ حنفی اور شافعی علماء کے نزدیک اگر زوجین نے ان کو طلاق یا خُلع یا کسی اور امر کا فیصلہ دینے کے لیے اپنا وکیل بنایا ہو تو ان کا فیصلہ تسلیم کرنا واجب ہے۔

حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے فیصلے کی نظیروں کی روشنی میں بھی پنچ حاکمانہ اختیارات رکھتے تھے کہ اگر وہ مناسب سمجھیں تو زوجین کو ملادیں یا تفریق کرادیں — مگر حسن بصریؒ اور قتادہؒ اور بعض دوسرے فقہاء کے قول کے مطابق یہ پنچ صرف موافقت کا فیصلہ کرسکتے ہیں، علیحدگی کا فیصلہ نہیں کرسکتے۔ اس اختلاف سے یہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ پنچ اگر عدالت کی طرف سے ہوں تو ان کا فیصلہ عدالتی فیصلے کی طرح ہوگا، ورنہ نہیں۔

طلاق و خلع کا بیان

۱۸

اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ وَ
لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْئًا اِلَّآ اَنْ يَّخَافَا
اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَلَا
جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا
وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○

۱۹

فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ
فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا
حُدُوْدَ اللّٰهِ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ○

(البقرۃ : آیات ۲۲۹-۲۳۰)

ترجمہ - طلاق دو مرتبہ ہے، پھر یا تو عورت کو شائستہ طریقے سے روک لیا جائے، یا بھلے طریقے سے رخصت کر دیا جائے اور بوقتِ رخصت تمہارے لیے جائز نہیں ہے کہ جو کچھ تم انھیں دے چکے ہو اس میں سے کچھ لو، سوائے اس صورت میں کہ زوجین کو اللہ کی حدود پر قائم نہ رہ سکنے کا اندیشہ ہو۔ ایسی صورت میں اگر تمھیں یہ خوف ہو کہ وہ حدودِ الٰہی پر قائم نہ رہیں گے تو پھر ان دونوں کے لیے مضائقہ نہیں کہ عورت اپنے شوہر کو علیحدگی حاصل کرنے کے لیے معاوضہ دے ڈالے یہ اللہ کی مقرر کردہ حدود ہیں، ان سے تجاوز نہ کرو، اور جو لوگ حدودِ الٰہی سے تجاوز کریں، وہی ظالم ہیں۔

پھر اگر دو بار طلاق دینے کے بعد شوہر نے عورت کو تیسری بار طلاق دے دی تو وہ عورت پھر اس کے لیے حلال نہ ہوگی، یہاں تک کہ وہ عورت کسی دوسرے شخص سے نکاح نہ کر لے، ہاں اگر وہ (دوسرا شوہر بھی) طلاق دے دے، تو پھر ان کے

لیے ایک دوسرے کی طرف رجوع کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں اگر وہ حدود اللہ کو قائم رکھ سکیں ۔ یہ اللہ کی مقرر کردہ حدیں ہیں جنھیں وہ ان لوگوں کی ہدایت کے لیے واضح کرتا ہے جو علم رکھتے ہیں ۔

A divorce is only permissible twice, after that, the parties should either hold together on equitable terms or separate with kindness. If is not lawful for you, (men), to take back any of your gifts (from your wives), except when both parties fear that they would be unable to keep the limits ordained by Allah. If ye (judges) do indeed fear that they would be unable to keep the limits ordained by Allah, there is no blame on either of them if she gives something for her freedom. These are the limits ordained by Allah; so do not transgress them. If any do transgress the limits ordained by Allah, such persons wrong (themselves as well as others).

So if a husband divorces his wife (irrevocably), he cannot, after that, remarry her until after she has married another husband and he has divorced her. In that case there is no blame on either of them if they reunite, provided they feel that they can keep the limits ordained by Allah. Such are the limits ordained by Allah which He makes plain to those who understand. (Baqarah : 229-230)

تشریح - ان دو آیات میں طلاق سے متعلق کئی احکامات ذکر کر دیئے گئے ہیں

(۱) پہلی آیت میں دورِ جاہلیت کی ایک بڑی سماجی خرابی کی اصلاح کی گئی جس میں اہلِ عرب مبتلا تھے، اور وہ طلاق کے بے حد وحساب استعمال کا اختیار تھا ۔ اس آیت نے ظلم کے اس دروازے کو بند کیا ۔ اب ایک مرد کے لیے طلاق رجعی کا اختیار صرف دو مرتبہ تک محدود کیا گیا، لہٰذا وہ شخص جس نے دو مرتبہ طلاق دینے کے بعد رجوع کیا، وہ اپنی زندگی میں جب کبھی تیسری طلاق دے گا، عورت اس سے مستقل طور پر جُدا ہو جائے گی ۔

(۲) دوسرا حکم جو اس آیت سے نکلتا ہے، وہ یہ ہے کہ جو مہر اور زیور وغیرہ

شوہر نے بیوی کو دیئے ہوں، وہ اب واپس نہیں لے سکتا، اور نہ ہی اس کا مطالبہ کرسکتا ہے، بلکہ اس کے برعکس، اگلی آیت میں اس بات کی تلقین کی گئی ہے کہ آدمی جس عورت کو طلاق دے، رخصت کرتے وقت کچھ نہ کچھ دے کر رخصت کرے۔

(۳) تیسرا حکم خُلع کا ہے۔ "خلع" کا مفہوم یہ ہے کہ عورت اپنے شوہر کو کچھ دے دلاکر طلاق حاصل کرلے۔ اس معاملے میں اگر عورت مرد گھر ہی میں کوئی معاملہ طے کرلیں تو وہ نافذ ہو جائے گا۔ لیکن اگر عدالت میں معاملہ جائے تو عدالت اس امر کا اطمینان حاصل کرنے کے بعد کہ واقعی عورت اور مرد کا نباہ نہیں ہوسکتا، حالات کے تحت جو بھی فدیہ تجویز کرے گی شوہر کو اُسے قبول کرکے طلاق دینا ہوگی۔ خلع کی صورت میں دی جانے والی طلاق رجعی نہیں بلکہ بائن ہوگی، یعنی شوہر کو حق رجوع حاصل نہیں رہتا، البتہ یہی مرد و عورت راضی ہو جائیں اور دوبارہ نکاح کرلیں تو جائز ہے۔ (جمہور کے نزدیک خلع کی عدت بھی وہی ہے، جو طلاق کی ہے)۔

(۴) چوتھا حکم جو ان آیات سے مُستنبط ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ تیسری طلاق کے بعد مرد کا حقِ رجوع ساقط ہو جاتا ہے۔ اصطلاح میں یہ طلاق "طلاقِ بائنہ کبریٰ" کہلاتی ہے، یا "مغلظہ" سے موسوم کی جاتی ہے، اس کے نتیجہ میں مرد و عورت باہم نکاح نہیں کرسکتے تاوقتیکہ مطلقہ عورت کسی دوسرے شخص سے نکاح کرکے مجامعت کے بعد طلاق حاصل نہ کرلے، مگر عمداً ایسا کرنا ناجائز ہوگا۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص محض اپنی مطلقہ بیوی کو اپنے لیے حلال کرنے کی خاطر کسی سے اس کا نکاح کرائے اور پھر طلاق دلوائے تو یہ محض بدکاری ہوگی۔ امام ابو یوسف رح کے نزدیک ایسا نکاح فاسد ہے، اور امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک اس سے تحلیل ہو جائے گی مگر یہ فعل مکروہ تحریمی ہے، حضرت علی رض، حضرت عبداللہ بن مسعود رض حضرت ابو ہریرہ رض اور حضرت عقبہ بن عامر رض کی متفقہ روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

نے اس طریقے سے حلالہ کرنے اور کرانے والے پر لعنت فرمائی ہے۔ لَعَنَ اللّٰہُ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَہٗ (ابن ماجہ، دارقطنی)

عِدّت کا بیان

۲۰

وَالْمُطَلَّقٰتُ یَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ؕ وَلَا یَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ یَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِیْٓ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ یُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِیْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا ؕ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۪ وَلِلرِّجَالِ عَلَیْهِنَّ دَرَجَةٌ ؕ وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ۝ (البقرہ : ۲۲۸)

ترجمہ - اور جنھیں طلاق دے دی گئی ہے، وہ تین مرتبہ ایام ماہواری آنے تک اپنے آپ کو روکے رکھیں، اور ان کے لیے جائز نہیں کہ اللہ نے جو کچھ ان کے رحم میں پیدا فرمایا ہو، اسے چھپائیں اگر وہ اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتی ہیں- اور ان کے شوہر اگر پھر موافقت چاہیں تو اس عدت کے دوران ان کو اپنی زوجیت میں لینے کے زیادہ حق دار ہیں- اور عورتوں کے لیے معروف طریقے ویسے ہی حقوق ہیں جیسے مردوں کے حقوق ان پر ہیں- البتہ مردوں کو ان پر ایک درجہ حاصل ہے- اور اللہ غالب اور حکیم و دانا ہے-

Divorced women shall wait concerning themselves for three monthly periods. Nor it is lawful for them to hide what Allah hath created in their wombs, if they have faith in Allah and the Last Day. And their husbands have the better right to take them back in that period, if they wish for reconciliation. And women shal' have rights similar to the rights against them, according to what is equitable; But men have a degree (of advantage) over them. And Allah is Exalted in Power, Wiss **(Baqarah : 228)**

تشریح - اس آیت میں عدت کا حکم بیان کیا گیا ہے- عدت سے مراد وہ ایام ہیں جو ازدواجی تعلق کے منقطع ہونے کے بعد عورت کو انتظار میں گزارنے

لازم ہوتے ہیں۔

عدّت دو صورتوں میں واجب ہے :-

(۱) نکاح کے ساتھ ازدواجی تعلق قائم ہونے کے بعد طلاق یا تفریق ہو جائے۔

(۲) نکاح کے بعد ازدواجی تعلق ہونے کے بعد شوہر انتقال کر جائے۔

مذکورہ آیت میں پہلی صورت کی عدّت سے بحث ہے، اس کے حکم میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے۔ کبار صحابہ حضرات ابوبکرؓ، عمرؓ، علیؓ، ابن عباسؓ، ابوموسٰی اشعریؓ اور ابن مسعودؓ کی رائے کے مطابق جسے احناف نے بھی اختیار کیا ہے، شوہر کے ایک یا دو طلاقیں دینے کی صورت میں عورت جب تک تیسرے حیض سے فارغ ہو کر غسل نہ کرے گی اس وقت تک طلاق بائن نہ ہوگی، بلکہ رجعی رہے گی، یعنی مرد کو حق رجوع حاصل رہے گا —— اس کے برخلاف بعض صحابہ اور فقہائے شافعیہ و مالکیہ کی اختیار کردہ رائے کے مطابق عورت کو تیسری بار حیض آتے ہی طلاق بائن ہو جائے گی اور مرد کا حق رجوع ساقط ہو جائے گا۔ اس رائے کے مطابق تیسرے حیض سے فارغ ہو کر غسل کرنا شرط نہیں ہے۔ مختصر یہ کہ اس آیت کی روشنی میں بالغہ مطلقہ عورت جس کو حیض آتا ہو اس کی عدّت تین حیض ہے۔

(۲۱)

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ۚ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ○

(البقرہ : آیت ۲۳۴)

ترجمہ - تم میں جو لوگ وفات پا جائیں، ان کے پیچھے اگر ان کی بیویاں زندہ ہوں تو وہ اپنے آپ کو چار ماہ دس دن روکے رکھیں، پھر جب ان کی عدت پوری ہو جائے تو انھیں اختیار ہے کہ اپنی ذات کے معاملے میں معروف طریقے سے

جو چاہیں کرلیں۔ اور اللہ با خبر ہے، جو کچھ عمل تم کرتے ہو۔

If any of you die and leave widows behind, they shall wait concerning themselves four months and ten days: When they have fulfilled their term, there is no blame on you if they dispose of themselves in a just and reasonable manner. And Allah is well acquainted with what ye do. (Baqarah : 234)

تشریح۔ اس آیت کی رُو سے جس عورت کا شوہر انتقال کر جائے، اس کی عدّت چار ماہ دس دن ہے۔ یَتَرَبَّصْنَ روکے رکھیں۔ اس سے مراد صرف نکاح سے رُکنا نہیں، بلکہ اپنے آپ کو زینت سے بھی روکے رکھنا ہے۔ احادیث کے مطابق زمانۂ عدّت میں عورت کو رنگین کپڑے، زیور، مہندی، سرمہ اور خوشبو وغیرہ سے پرہیز کرنا چاہیے، اسی طرح حضرت عمرؓ، ابن عمرؓ، زید بن ثابتؓ، ابن مسعودؓ اور ائمۂ اربعہ رحمہم اللہ اس بات کے بھی قائل ہیں کہ عورت کو اسی گھر میں رہنا چاہیے جہاں اس کے شوہر نے وفات پائی ہو۔

۲۲

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُم بِهِ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاءِ أَوْ أَكْنَنتُمْ فِي أَنفُسِكُمْ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ سَتَذْكُرُونَهُنَّ وَلَٰكِن لَّا تُوَاعِدُوهُنَّ سِرًّا إِلَّا أَن تَقُولُوا قَوْلًا مَّعْرُوفًا وَلَا تَعْزِمُوا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتَّىٰ يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي أَنفُسِكُمْ فَاحْذَرُوهُ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ ○

(البقرہ: آیت ۲۳۵)

ترجمہ۔ اور تمہارے لیے کوئی مضائقہ نہیں کہ تم عدّت کے دوران ان بیوہ عورتوں کے ساتھ منگنی کا ارادہ اشارے کنائے میں ظاہر کردو یا دل میں چھپائے رکھو، اللہ کو علم ہے کہ تم ان کا خیال دل میں لاؤ گے، لیکن تم ان سے معروف طریقے سے بات کہنے کے سوا کوئی خفیہ عہد و پیمان نہ کرنا، اور عقدِ نکاح

کافیصلہ اس وقت تک نہ کرو جب تک عدت پوری نہ ہو جائے۔ اور خوب جان لو
کہ جو کچھ تمھارے دلوں میں ہے، اللہ جانتا ہے، لہٰذا اس سے ڈرو۔ اور خوب جان لو
کہ اللہ بہت بخشنے والا بردبار ہے۔

There is no blame on you if ye make an offer of betrothal or hold it in your hearts. Allah knows that ye cherish them in your hearts: But do not make a secret contract with them except in terms honourable, nor resolve on the tie of marriage still the term prescribed is fulfilled and know that Allah knoweth what is in your hearts and take heed to Him;And know that Allah is Oft-Forgiving, Most Forbearing. (Baqarah : 235)

(۲۳)

وَالّٰٓـِٔيْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَآئِكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ
فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ وَّالّٰٓـِٔيْ لَمْ يَحِضْنَ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ
اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ
لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا ۝ (الطلاق : آیت ۴)

ترجمہ۔ اور وہ عورتیں جو حیض سے مایوس ہو چکی ہوں، ان کے معاملے میں
اگر تمھیں شک لاحق ہے (کہ ان کی عدت کیا ہے) تو ان کی عدت تین ماہ ہے،
اور یہی حکم ان کا ہے جنھیں ابھی حیض نہ آیا ہو۔ اور حاملہ عورتوں کی عدت کی حد
ان کا وضع حمل ہے، اور جو شخص اللہ سے ڈرے، اس کے معاملے وہ سہولت پیدا
کر دیتا ہے۔

Such of your women as have passed the age of monthly. courses, for them they prescribed period, if ye have any doubt, is three months, and for those who have no courses (it is the same): For those who carry (life within their wombs), their period is until they deliver their burdens; and for those who fear Allah, He will make their path eaasy.

تشریح۔ اس آیت سے جو احکام واضح ہوتے ہیں وہ یہ ہیں :
وہ عورتیں جنھیں کسی مرض، کم سنی یا کبر سنی کی وجہ سے حیض نہ آتا ہو، ان کی عدت تین ماہ ہے، اور اگر زوجہ حاملہ ہو تو عدت کی میعاد وضع حمل (بچہ کی پیدائش) تک ہے، خواہ عورت بیوہ ہو یا مطلقہ ہو۔ تین مہینوں سے مراد تین قمری ماہ ہیں۔ اگر قمری مہینے کے آغاز میں طلاق دی گئی تو رؤیت ہلال سے تین ماہ پورے کیے جائیں، ورنہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک تیس دن کا مہینہ شمار کرکے تین ماہ پورے کیے جائیں گے

(۳۴)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِن قَبْلِ أَن تَمَسُّوهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّونَهَا فَمَتِّعُوهُنَّ وَسَرِّحُوهُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا ○ (الاحزاب:۴۹)

ترجمہ۔ اے اہلِ ایمان! جب تم مؤمن عورتوں سے نکاح کرکے ان کو ہاتھ لگانے (مجامعت) سے پہلے طلاق دے دو تو پھر تمھاری طرف سے ان پر کچھ عدت نہیں جسے تم پورا کراؤ، لہٰذا انھیں کچھ فائدہ دے کر اچھی طرح رخصت کرو۔

O ye who believe ! When ye marry believing women, and then divorce them before ye have touched them, no period of 'Idaat have ye to count in respect of them : So give them a present, and set them free in a handsome manner. (AHZAAB : 49)

تشریح۔ ہاتھ لگانے سے مراد مجامعت ہے۔ لیکن فقہاء نے احتیاطاً خلوت صحیحہ (جس میں مباشرت ممکن ہو) کو عدت کے شمار کے لیے کافی قرار دیا ہے۔ ہاں اگر خلوت سے پہلے طلاق واقع ہوجائے تو پھر عدت شمار نہیں کی جائے گی۔
اسی سے دوسرا حکم یہ مترشح ہوتا ہے کہ خلوتِ صحیحہ سے قبل طلاق کی صورت میں عدت ساقط ہوجانے کے نتیجے میں عورت کو یہ حق حاصل ہے کہ طلاق کے فوراً بعد جس سے چاہے نکاح کرلے، مرد رجوع نہیں کرسکتا۔ لیکن یہ حکم خلوت سے قبل

طلاق کا ہے۔ اگر خلوت سے پہلے عورت کا شوہر وفات پا جائے تو اس کی عدت وفات (چار ماہ دس دن) ساقط نہیں ہوگی۔

فَمَتِّعُوهُنَّ وَسَرِّحُوهُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا ان کو فائدہ پہنچاؤ اور بھلے طریقے سے رخصت کرو۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر مہر مقرر کیا گیا ہے، تو نصف مہر کی ادائیگی واجب ہے، ورنہ ہر شخص اپنی حیثیت و قدرت کے مطابق کچھ نہ کچھ دے کر رخصت کرے گا۔

عدت کی مصلحت اور طلاق کا طریقہ

۲۵

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ ۚ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّاۤ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۚ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ۚ لَا تَدْرِيْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا ○

(الطلاق: آیت ۱)

ترجمہ - اے نبی! جب عورتوں کو طلاق دو تو ان کی عدت کے لیے طلاق دو، اور عدت کا شمار رکھو، اور اللہ سے ڈرو جو تمہارا رب ہے، نہ تم انھیں گھر سے نکالو (ایام عدت میں) اور نہ وہ خود نکلیں، ہاں اگر وہ صریح بے حیائی کی مرتکب ہوں، یہ اللہ کی مقرر کردہ حدیں ہیں، اور جو اللہ کی حدود سے تجاوز کرے گا وہ اپنے آپ پر ظلم کرے گا۔ تم نہیں جانتے، شاید اس کے بعد اللہ کوئی موافقت کی صورت پیدا کر دے۔

O Prophet ! When ye do divorce women, divorce them at their prescribed periods, and count (accurately) their prescribed periods; and fear Allah your Lord; and turn them not out of thier houses, nor shall they (themselves) leave, except in case they are guilty of some open lewdness. Those are limits

set by Allah : and any who transgresses the limits of Allah, does verily wrong his (own) soul; thou konwest not if perchance Allah will bring about thereafter some new situation. (Talaaq : 1)

• تشریح ۔ آیت کی روشنی میں درج ذیل احکام ملتے ہیں :۔

(۱) طَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ عدت کے لیے طلاق دو۔ اس کا مطلب ہے کہ عدت کا آغاز کرنے کے لیے طلاق دو۔ اور اس سے قبل سورہ بقرہ کی آیت میں گزر چکا ہے کہ عدتِ طلاق تین حیض ہے۔ لہٰذا اس حکم کا تقاضا یہ ہُوا کہ عورت کو حالتِ حیض میں طلاق نہ دی جائے، ورنہ تین کے بجائے چار حیض ہو جائیں گے جو حکمِ الٰہی کی خلاف ورزی ہے، لہٰذا حیض سے عدت شروع نہیں ہو سکتی۔

دُوسرا تقاضا یہ ہے کہ جس طُہر میں مُباشرت کی گئی ہے اس میں طلاق نہ دی جائے۔ کیونکہ مباشرت کے نتیجے میں ممکن ہے حمل ٹھہر گیا ہو، اس صورت میں یہ اشتباہ ہو جاتا ہے کہ کون سی عدت شمار کی جائے؟ حاملہ کی عدت یا عام مطلقہ کی۔ اس آیت کے حکم کی صراحت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث میں بھی ملتی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ خود راوی ہیں کہ انھوں نے اپنی بیوی کو طلاق دی اور وہ اس وقت حیض سے تھیں، حضرت عمرؓ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس کا ذکر کیا تو آپؐ خفا ہوئے اور رجوع کر لینے کا حکم دیا۔ اور فرمایا اسے رہنے دو یہاں تک کہ پاک ہو، پھر حیض آئے اور پاک ہو، پھر اگر طلاق دینا چاہو تو مُباشرت کے بغیر طلاق دو، پھر آپؐ نے یہ آیت پڑھی يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ۔

عدت کے لیے طلاق دینے کا دُوسرا مفہوم یہ ہے کہ بیک وقت تین طلاقیں مت دو، بلکہ ایک یا زیادہ سے زیادہ دُو طلاقیں دو تاکہ رجوع کے لیے گنجائش رہے ۔۔۔ اس فرمانِ الٰہی کی پیروی میں کسی بھی مرد کو طلاق دے کر

کفِ افسوس نہیں ملنا پڑے گا، کیونکہ وہ عدت کے دوران رُجوع کر سکتا ہے، اور عدت گزر جانے کی صورت میں دوبارہ نکاح کر سکے گا۔ نسائیؒ میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی گئی کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین۳ طلاقیں بیک وقت دے ڈالیں۔ حضورؐ یہ سُن کر غصہ سے اُٹھ کھڑے ہوئے، اور فرمایا

اَیلعَبُ بِکِتَابِ اللّٰہِ وَاَنَا بَیْنَ اَظْھُرِکُمْ کیا یہ اللہ کی کتاب سے کھیلتا ہے اور میں تمہارے درمیان موجود ہوں۔

اسی طرح حضرت عمرؓ سے یہاں تک ثابت ہے کہ جو شخص بیک وقت اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیتا تھا، آپؓ اُسے دُرّے لگاتے تھے۔

تین طلاقوں کے بدعت ہونے کے بارے میں مجموعی طور پر جو مصلحتیں ہیں، وہ یہ ہیں کہ آدمی کے غور و فکر کے لیے اتنا وقت فراہم کر دیا جاتا ہے کہ ہر قدم کے اٹھاتے ہوئے وہ اس کے نتائج و عواقب کو خوب سوچ سمجھ لے۔ تاہم بیک وقت تین طلاقیں ائمۂ اربعہؒ کے نزدیک واقع ہو جاتی ہیں۔ امامیہ اور بعض دوسرے مجتہدین نے اس سے اختلاف کیا ہے۔ لیکن احادیث کی روشنی میں ان طلاقوں کے وقوع کی رائے زیادہ قوی ہے۔ عبدالرزّاق نے حضرت عبادہ ابن الصامتؓ سے متعلق روایت نقل کی ہے کہ ان کے والد نے اپنی بیوی کو ہزار طلاقیں دے ڈالیں، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ پوچھا، آپؐ نے فرمایا:

بانت منه بثلاث فی معصیة الله وبقی تسع مائة وسبع و تسعون ظلما وعدوانا ۔ ان شاء الله عذبه وان شاء غفرله

(تین طلاقوں سے وہ عورت اللہ کی نافرمانی کے ساتھ اس سے جُدا ہو گئی اور باقی نو سو ستانوے ۹۹۷ ظلم و زیادتی کے طور پر باقی رہ گئیں، اللہ چاہے تو عذاب دے اور چاہے تو معاف کر دے)۔

لہٰذا طلاق کا احسن طریقہ یہ ہے کہ آدمی اس طہر میں جس میں اس نے مباشرت نہ کی ہو ایک طلاق دے، اور عدت گزر جانے دے، عدت گزرنے کے

بعد طلاق بائن ہو جائے گی اور عورت اس سے جُدا ہو جائے گی۔ ورنہ ہر طہر میں ایک ایک طلاق دے۔ اس صورت میں تین طہروں میں تین طلاقیں خلافِ سُنت نہیں ہیں۔ مگر تین طلاقوں کے بعد اس کا حقِ رجوع ساقط ہو جائے گا۔ رجوع کا حق صرف دو طلاقوں تک باقی رہتا ہے۔

حیض میں طلاق سے روکنے کی مصلحت یہ بھی ہے کہ اس حالت میں مرد وعورت کے درمیان ایک بُعد سا پیدا ہو جاتا ہے، اور طبی نقطۂ نظر سے اس حالت میں عورت کا مزاج معمول پر نہیں ہوتا، لہٰذا جھگڑنے کی صورت میں طلاق تک نوبت آنے میں حیض سے فارغ ہونے کا انتظار اس بات کو ممکن بنا دیتا ہے کہ دونوں فریق اپنے طرزِ عمل پر غور کرلیں اور عورت اور مرد کے درمیان فطری کشش انھیں ایک دوسرے کے قریب لے آئے اور اختلافات باقی نہ رہیں۔

جس طُہر میں مُباشرت کی گئی اس میں طلاق سے ممانعت کی مصلحت یہ بھی ہے کہ اگر اس زمانے میں حمل قرار پاگیا ہو تو پھر اس کا علم ہو جانے کی صورت میں مرد کئی بار اپنے بچّے کے مستقبل کا خیال کرے گا اور عورت بھی بچّے کے مستقبل کا خیال کرتے ہوئے شوہر کی ناراضگی دُور کرنے کی کوشش کرے گی، اور چھوٹے چھوٹے اختلافات کے نتیجے میں طلاق تک پہنچی ہوئی نوبت خود بخود ختم ہو جائے گی۔

عِدّت کے شمار کی ایک اور مصلحت یہ ہے کہ مرد کا حقِ رجوع باقی رہے، اس وقفے میں مرد اپنے فیصلے پر نظرِ ثانی کرکے اُسے بدل سکتا ہے۔ دُوسرا اولاد کے نسب کا ثبوت اس بات پر منحصر ہے کہ دورانِ عدّت عورت کے حاملہ یا غیر حاملہ ہونے کا علم ہو جائے، تاکہ اولاد ہونے کی صُورت میں اس کے قانونی حقوق کا تعیّن کیا جاسکے۔

عدّت کے بعد

٢٦

وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَأَمْسِكُوهُنَّ
بِمَعْرُوفٍ أَوْ سَرِّحُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ وَلَا تُمْسِكُوهُنَّ
ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوا وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ
وَلَا تَتَّخِذُوا آيَاتِ اللَّهِ هُزُوًا وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ
وَمَا أَنزَلَ عَلَيْكُم مِّنَ الْكِتَابِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُم بِهِ ط وَاتَّقُوا
اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ○

(البقرۃ : آیت ۲۳۱)

ترجمہ:- اور جب تم اپنی عورتوں کو طلاق دے چکو اور وہ اپنی عدت پوری کرلیں تو انھیں بھلے طریقے سے روک لو یا انھیں بھلے طریقے سے رخصت کرو اور انھیں تکلیف پہنچاتے ہوئے زیادتی کرنے کے لیے مت روکو- اور جو ایسا کرے گا، وہ درحقیقت اپنے آپ پر ظلم کرے گا- اور اللہ کی آیات کا کھیل مت بناؤ، اور جو نعمتیں اللہ نے تمھیں بخشی ہیں، اور جو کتاب وحکمت تم پر نازل کیے ہیں، انھیں یاد کرو- اور اللہ سے ڈرو اور خوب جان لو کہ وہ ہر چیز کا جاننے والا ہے-

When ye divorce women, and they fulfil the term of their *('Iddat)*, either take them back on equitable terms or set them free on equitable terms; But do not take them back to injure them or to take undue advantage; if anyone does that, he wrongs his own soul. Do not treat Allah's Signs as a jets, but solemnly rehearse Allah's favours on you, and the fact that He sent down to you the Book and Wisdom, for your instruction. And fear Allah, and know that Allah is well acquainted with all things.

(Al-Baqrah : 231)

٢٧

وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَن

يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ذٰلِكَ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَ اَطْهَرُ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ○

(البقرہ : آیت ۲۳۲)

ترجمہ۔ اور جب تم اپنی عورتوں کو طلاق دے چکو اور وہ اپنی عدت پوری کرلیں، تو پھر اس میں مانع نہ ہو کہ وہ اپنے شوہروں سے جب وہ معروف طریقے سے باہم رضامند ہوں نکاح کرلیں۔ اس کی نصیحت اس کو کی جاتی ہے جو اللہ اور روزِ آخرت پر یقین رکھتا ہے۔ یہ تمھارے لیے نہایت شائستہ اور پاکیزہ بات ہے، اور اللہ ہی جانتا ہے تم نہیں جانتے۔

When ye divorce women, and they fulfil the term of their *('Iddat)* do not prevent them from marrying their (formär) husbands, if they mutually agree on equitable terms. This instruction if for all amongst you, who believe in Allah and the Last Day. That is (the course making for) most virtue and purity amongst you, and Allah knows, and ye know not.
(Baqarah : 232)

۲۸

فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ وَّاَشْهِدُوْا ذَوَيْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ وَاَقِيْمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ ذٰلِكُمْ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ○ (الطلاق: آیت ۲)

ترجمہ۔ پھر جب وہ اپنی عدت پوری کرچکیں تو انھیں بھلے طریقے سے روک لو یا انھیں بھلے طریقے سے جدا کردو اور اس پر اپنے درمیان سے دو عدل کرنے والوں کو گواہ بناؤ۔ اور (اے گواہو!) اللہ کے لیے ٹھیک ٹھیک گواہی دو۔ اس کی نصیحت اس شخص کو کی جاتی ہے جو اللہ اور روزِ آخرت پر

ایمان رکھتا ہے۔ اور جو شخص اللہ سے ڈرے گا اللہ اس کے لیے مشکلات سے نکلنے کا راستہ پیدا فرمائیں گے۔

Thus when they fulfil their term appointed, either take them back on equitable terms or part with them on equitable terms, and take for witness two persons from among you, endued with justice, and establish the evidence (as) before Allah. Such is the admonition given to him who believes in Allah and the Last Day : And for those who fear Allah, He (ever) prepares a way out.

(TALAAQ : 2)

تشریح - ان تینوں آیات میں اس بات کی تلقین کی گئی ہے کہ عدت گزر جانے کے بعد عورت کو معروف طریقے سے روک لیا جائے یا رخصت کر دیا جائے۔ معروف طریقے سے رخصت کرنے کا مطلب یہ ہے کہ عورت کو مہر، زیورات کپڑے، بلکہ اپنی طرف سے مزید کچھ دے رخصت کیا جائے۔ فقہ کی اصطلاح میں یہ "متعہ طلاق" کہلاتا ہے - نیز یہ کہ شریفانہ طریقے سے ایک دوسرے سے علیحدگی اختیار کی جائے۔ یعنی یہ نہیں ہونا چاہیے کہ مرد عورت کے عیوب کی تشہیر کرتا پھرے تاکہ اس کا مستقبل تاریک ہو جائے اور کوئی بھی اسے قبول نہ کرے۔

معروف طریقے سے روک لینے کا مفہوم یہ ہے کہ مرد اپنا حقِ رجوع عورت کو مزید ستانے اور تنگ کرنے کے لیے استعمال نہ کرے، بلکہ حسنِ سلوک کی خاطر یہ رجوع ہونا چاہیے۔

اسی طرح ان آیات میں مردوں کو اس گھٹیا حرکت سے بھی باز رکھا گیا ہے کہ وہ طلاق شدہ عورتوں کے نکاح میں رکاوٹ بننے کی کوشش کریں (ان کے پرانے شوہروں یا زیرِ تجویز شوہروں میں سے) ایسی حرکت وہی شخص کر سکتا ہے جس کا دل اللہ اور آخرت پر ایمان سے خالی ہو۔

إِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوفِ "جب وہ باہم معروف طریقے سے رضامند ہو جائیں"۔ ان الفاظ سے حنفیہ نے ایجاب و قبول کے رُکنِ نکاح ہونے پر استدلال کیا ہے۔

اسی طرح آیت میں لفظ يَنْكِحْنَ (وہ نکاح کریں) سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتیں اپنا نکاح خود بھی کر سکتی ہیں۔ اور حنفیہ نے یہیں سے استدلال کیا ہے کہ نکاح بغیر ولی کے جائز ہے۔

آخری آیت میں طلاق و رجوع پر گواہ بنانے کی تلقین کی گئی ہے۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد طلاق پر گواہ بنانا ہے اور رجوع پر بھی، (ابن جریر) لیکن فقہاء اربعہ کا اتفاق ہے کہ طلاق و رجعت پر گواہ بنانا ان افعال کی صحت کے لیے شرط نہیں ہے۔ اس حکم کا قیاس وَأَشْهِدُوْا إِذَا تَبَايَعْتُمْ (اور جب تم آپس میں بیع (خرید و فروخت) کا معاملہ کرو تو گواہ بنالو) پر کیا جا سکتا ہے۔ اس لیے اس حکم کی حیثیت قانونی دفعہ کی نہیں بلکہ حکیمانہ ہدایت کی ہے، جس پر احتیاط کے تقاضوں کے پیشِ نظر عمل کیا جائیگا۔

نان و نفقہ کا بیان

(۲۹) (۳۰)

اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ
لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ وَاِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى
يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ وَ
اْتَمِرُوْا بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوْفٍ وَاِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهٗٓ
اُخْرٰى ○ لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ
رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ مِمَّآ اٰتٰىهُ اللّٰهُ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَآ اٰتٰىهَا
سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا ○

ترجمہ۔ ان کو (زمانۂ عدت) میں اپنی استطاعت کے مطابق اسی جگہ رکھو جہاں خود رہتے ہو اور انھیں تنگ کرنے کے لیے تکلیف مت دو۔ اور اگر وہ حمل سے ہوں تو وضع حمل تک ان پر خرچ کرتے رہو پھر اگر وہ تمہارے لیے (بچّہ کو) دُودھ پلائیں تو ان کی اُجرت ان کو دو اور اُجرت کے معاملے میں معروف طریقے سے مشورہ کرلو اور اگر تم نے ایک دوسرے کو تنگ کیا تو کوئی اور عورت اس کو دُودھ پلالے گی۔

خوش حال آدمی اپنی خوش حالی کے مطابق نفقہ دے، اور جس کو رزق کم دیا گیا ہو وہ اسی مال سے خرچ کرے جو اللہ نے اسے دیا ہے۔ اللہ نے جس کو جتنا کچھ دیا ہے اس سے زیادہ کا وہ اسے مکلف نہیں کرتا۔ بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ تنگ دستی کے بعد فراخی عطا فرما دے۔

Let the women live (in'Iddat.) in the same style as ye live, according to your means: Annoy them not, so as to restrict them. And if they carry (life in their wombs), then spend (your substance) on

them until they deliver their burden: and if they suckle your (offspring), give them their recompense: and take mutual counsel together, according to what is just and reasonable. And if ye find yourselves in difficulties, let another woman suckle (the child) on the (father's) behalf.

Let the man of means spend according to his means: and the man whose resources are restricted, let him spend according to what Allah has given him. Allah puts no burden on any person beyond what he has given him. After a difficulty, Allah will soon grant relief. (Talaaq : 6-7)

تشریح۔ ان آیات میں طلاق کی صورت میں عورت کو نان ونفقہ کی ادائیگی کا حکم دیا گیا ہے، تمام فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر مطلقہ کو رجعی طلاق دی گئی ہو تو شوہر پر اس کی سکونت اور نان ونفقہ کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ اسی طرح حاملہ ہونے کی صورت میں وضع حمل تک عورت کی سکونت اور نفقہ کا ذمہ دار شوہر ہی ہوگا، چاہے رجعی طلاق دی گئی ہو یا قطعی طور پر الگ کرنے والی (طلاق مغلظہ) البتہ غیر حاملہ مطلقہ مبتوتہ (جسے مغلظہ طلاق دی گئی ہو) اس کے بارے میں خاصا اختلاف ہے:۔ ایک جماعت کے نزدیک وہ سکونت ونفقہ دونوں کی حق دار ہے۔ یہ رائے حضرت عمرؓ، عبداللہ بن مسعودؓ، علی بن الحسین، قاضی شریحؒ، ابراہیم نخعیؒ اور امام سفیان ثوریؒ کی ہے اور اسی کو حنفیہ رحمہم اللہ نے اختیار کیا ہے۔ دار قطنی کی حدیث ہے جو حضرت جابر بن عبداللہ رضؓ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا المُطَلَّقَةُ ثَلاثاً لها السكنىٰ و النَفَقَة (جس عورت کو تین طلاقیں دی گئیں اس کے لیے عدت کی مدت میں سکونت اور نفقہ کا حق ہے)

امام ابوبکر جصاص نے احکام القرآن میں تفصیل سے اس مسئلے سے بحث کی ہے فرماتے ہیں طَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ (ان کی عدت کے لیے انھیں طلاق دو) یہ

حکم مطلق ہے اور ہر قسم کی طلاق یافتہ عورتوں پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ جب حاملۂ رجعیہ اور حاملہ مغلّظہ کے لیے نان ونفقہ اور حقِ سکونت ہے اور غیر حاملہ رجعیہ کے لیے بھی یہی حقوق ہیں تو کوئی وجہ نہیں غیر حاملہ مغلّظہ (مبتوتہ) کے لیے یہ حقوق نہ ہوں، کیوں کہ سکونت ونفقہ کا وجوب بہر حال حمل ہے۔ بلکہ ان کی وہ ضرورت ہے جو عدّت گزارنے کے لیے لازمی تقاضا بن کر سامنے آتی ہے۔

دوسرے گروہ کے نزدیک مطلقہ مبتوتہ کے لیے سکونت کا حق ہے لیکن نفقہ کا نہیں۔ یہ مسلک سعید بن المسیب، سلیمان بن یسار، عطاء، شعبی اور ابو عبید رحمہم اللہ کا ہے، اور امام مالکؒ نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔

تیسرے گروہ کے نزدیک مطلقہ مبتوتہ کے لیے نہ سکونت کا حق ہے نہ نفقہ کا، یہ مسلک حسن بصری، حمّاد، عمرو بن دینار، اسحاق بن راہویہ وغیرہ کا ہے۔ ابن جریر نے حضرت ابن عباسؓ سے بھی یہی مسلک نقل کیا ہے، امام احمد بن حنبلؒ اور امامیہ نے بھی اسے اختیار کیا ہے، شافعیہ کا بھی یہی مسلک مغنی المحتاج میں بیان کیا گیا ہے۔

اگر حاملہ کا شوہر مر جائے چاہے وہ طلاق دے کر مرا ہو یا طلاق نہ دی ہو تو اس کی سکونت ونفقہ کے بارے میں درج ذیل اختلافات ہیں:

۱۔ حضرت علیؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ کے قول کے مطابق شوہر کے مجموعی ترکے میں اس کا نفقہ واجب ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ، قاضی شریحؒ، شعبیؒ، اور ابراہیم نخعیؒ سے بھی یہی قول منقول ہے، حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا ایک قول اسی کی تائید میں ہے۔ (آلوسی۔ جصاص)

۲۔ ابن جریر نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا دوسرا قول یہ نقل کیا ہے کہ اس پر اس کے پیٹ کے بچّے کے حصے میں سے خرچ کیا جائے۔ اور اگر میت نے میراث نہ چھوڑی ہو تو میت کے وارثوں کو اس پر خرچ کرنا چاہیے۔ اور یہی مفہوم وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ کا ہے۔

۳ - حضرت جابر بن عبداللہ رضؓ، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ، حضرت حسن بصریؒ، حضرت سعید بن المسیبؒ اور حضرت عطاء ابن ابی رباحؒ کے قول کے مطابق شوہر کے مجموعی ترکے میں سے اس کے لیے کوئی نفقہ نہیں ہے، یعنی اسے ترکے میں اپنے حصے میں سے اپنا خرچ پورا کرنا چاہیے۔

۴ - امام ابو حنیفہؒ، امام ابو یوسف، امام محمد، امام زفر رحمہم اللہ کے قول کے مطابق عورت کے لیے میت کے مال میں اس کے لیے نہ سکونت کا حق ہے، نہ نفقہ کا، کیونکہ موت کے بعد میت کی کوئی ملکیت نہیں ہے، بلکہ اب وہ وارثوں کا مال ہوگیا۔ یہی مسلک امام احمد بن حنبلؒ کا ہے۔ (الانصاف)

۵ - امام شافعیؒ کہتے ہیں کہ اس کے لیے کوئی نفقہ نہیں ہے، البتہ اسے سکونت کا حق ہے۔ (مغنی المحتاج) ان کا استدلال دارقطنی کی اس روایت سے ہے کہ حضورؐ نے فرمایا لَيْسَ لِلْحَامِلِ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا نَفَقَةٌ، (بیوہ حاملہ کے لیے کوئی نفقہ نہیں ہے) یہی مسلک امام مالکؒ کا بھی ہے۔ (حاشیہ الدسوقی)

۳۱

وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ إِلَّا وُسْعَهَا لَا تُضَارَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُودٌ لَهُ بِوَلَدِهِ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذَٰلِكَ فَإِنْ أَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ط وَإِنْ أَرَدْتُمْ أَنْ تَسْتَرْضِعُوا أَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِذَا سَلَّمْتُمْ مَا آتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوفِ ط وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ○

(البقرة: آیت ۲۳۳)

ترجمہ - جو باپ چاہتے ہوں کہ ان کی اولاد دودھ پینے کی مدت پوری کرے، تو مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال تک دودھ پلائیں، اس صورت میں معروف طریقے کے مطابق باپ کے ذمے ان کا کھانا اور کپڑا ہوگا، کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دی جاتی، نہ تو ماں کو اس وجہ سے تکلیف میں ڈالا جائے کہ بچہ اس کا ہے اور نہ باپ کو اس کے بچے کی وجہ سے تنگ کیا جائے - باپ کی طرح دودھ پلانے کا یہ حق وارث پر بھی ہے - پھر اگر وہ دونوں آپس کی رضامندی اور مشورے سے دودھ چھڑانا چاہیں تو ان پر کچھ گناہ نہیں - اور اگر تم اپنی اولاد کو کسی غیر عورت سے دودھ پلوانا چاہو، تو اس میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ تم ان کا طے کردہ معاوضہ معروف طریقے سے ادا کردو اور اللہ سے ڈرو اور جان رکھو کہ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اسے دیکھ رہا ہے -

•

یہ حکم اس صورت میں ہے جب عورت کو طلاق و خلع یا فسخ یا تفریق کے ذریعہ علیحدہ کردیا گیا ہو اور اس کی گود میں دودھ پیتا بچہ ہو، اس آیت اور گزشتہ آیات کی روشنی میں چند اہم مسائل کا استخراج ہوتا ہے -

The mothers shall give suck to their offspirng for two whole years, if the father desires, to complete the terms. But he shall bear the cost of their food and clothing on suitable terms. No soul shall have a burden laid on it greater than it can bear. No mother shall be treated unfarily on account of her child, no father on account of his child. An heir shall be chargeable in the same way if they both decide on weaning, by mutual consent, and after due consultation, there is no blame on them. If ye decide on a foster-mother for your offspring, there is no blame on you, provided ye pay (the mother) what ye offered, on equitable terms. But fear Allah and know that Allah sees well what ye do. **(Baqarah : 233)**

تشریح۔ ایک یہ کہ عورت اپنے دودھ کی مالک ہے، اس لیے وہ اس کی اجرت طلب کر سکتی ہے،

دُوسرے یہ وضع حمل ہونے کے بعد جب وہ نکاح سے باہر ہو گئی تو بچے کو قانوناً دودھ پلانے کی پابند نہیں۔

تیسرے یہ کہ باپ بھی مجبور نہیں کہ بچے کو ماں ہی سے دُودھ پلوائے۔

چوتھے یہ کہ بچّہ کا نفقہ باپ پر عائد ہوتا ہے۔

پانچواں یہ کہ بچے کو دُودھ پلانے کی اولین حق دار ماں ہے۔

اِیلاء

(۳۲) (۳۳)

لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ فَاِنْ فَآءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ○ (البقرۃ : آیات ۲۲۶-۲۲۷)

ترجمہ - جو لوگ عورتوں سے تعلق نہ رکھنے کی قسم کھالیں، ان کے لیے چار مہینے کا انتظار ہے - پھر اگر انھوں نے رجوع کرلیا تو اللہ معاف کرنے والا اور رحیم ہے - اور اگر انھوں نے طلاق ہی کی ٹھان لی ہو تو اللہ سب کچھ سُنتا اور جانتا ہے -

For those who take an oath for abstention from their wives, a waiting for four months is ordained; If then they return Allah is Oft-Forgiving, most Merciful.

But if their intention is firm for divorce, Allah heareth and knoweth all things. (Baqarah : 226-227)

تشریح - اصطلاح شرع میں اسے اِیلاء کہتے ہیں - یعنی کوئی شخص قسم کھائے کہ چار ماہ یا اس سے زائد اپنی بیوی سے تعلق زن و شو نہ رکھے گا - آیتِ مذکورہ میں چونکہ قسم کھانے کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں، اس لیے فقہاءِ حنفیہ و شافعیہ کے نزدیک آیت کا حکم قسم کھانے سے مشروط ہے، بغیر قسم کھائے ترکِ تعلق کی صورت میں اس حکم کا اطلاق نہ ہوگا - مگر فقہاءِ مالکیہ کے نزدیک دونوں صورتوں میں ترکِ تعلق کے لیے یہی چار ماہ کی مدت ہے، امام احمدؒ کا ایک قول اسی کی تائید میں ہے - (بدایۃ المجتہد ص ۸۸)

اِیلاء کا حکم

اگر ایلاء کے بعد چار ماہ کی مدت گزر گئی اور شوہر نے قولاً یا فعلاً رجوع

نہ کیا، تو ایک طلاق بائن واقع ہو جائے گی، اور دورانِ عدت شوہر کو رجوع کا حق حاصل نہ ہوگا، ہاں اگر وہ دوبارہ نکاح کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔ فعلاً رجوع کرنے سے مراد میاں بیوی کے تعلق کو قائم کر لینے کے ہیں۔

ایلاء اور وقوعِ طلاق

احناف کے نزدیک ایلاء میں چار ماہ گزرنے کے بعد قاضی کے فیصلے کے بغیر خود بخود طلاق ہو جائے گی، یہ مسلک حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، زید بن ثابتؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور عبداللہ بن عمرؓ کے اقوال کے مطابق ہے۔

جب کہ امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور اکثر فقہائے مدینہ کے نزدیک یہ تفریق قاضی کے حکم کے بعد عمل میں آئے گی۔

لِعَان

۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ
اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۢ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ
لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ
كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ
اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍۢ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ وَالْخَامِسَةَ
اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَا اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ وَلَوْلَا
فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ ۝

(النور : آیات ۶-۷-۸-۹-۱۰)

ترجمہ- اور جو لوگ اپنی بیویوں پر الزام لگائیں اور ان کے پاس خود ان کے سوا کوئی گواہ نہ ہوں تو ان میں سے ایک شخص کی شہادت چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر گواہی دینا ہے کہ بیشک وہ (اپنے الزام میں) سچا ہے- اور پانچویں مرتبہ کہے کہ اس پر اللہ کی لعنت ہو اگر وہ جھوٹا ہو- اور عورت سے سزا اس طرح ٹل سکتی ہے کہ وہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر شہادت دے کہ بیشک یہ شخص جھوٹا ہے، اور پانچویں مرتبہ کہے کہ اس پر اللہ کا غضب ٹوٹے اگر وہ (اپنے الزام میں) سچا ہو-

And for those who launch a charge against their spouses, and have (in support) no evidence but their own, -- there solitary evidence (can be received) if they bear witness four times (with an oath) by Allah that they are solemnly telling a truth.

And the fifth (oath) (should be) that they solemnly invoke the curse of Allah on themselves if they tell a lie.

But it would avert the punishment from the wife, if she bears witness four times (with an oath)

by Allah, that (her husband) is telling a lie.

And the fifth (oath) should be that she solemnly invoke the wrath of Allah on herself if (her accuser) is telling the truth.

If it were not for Allah's grace and mercy on you, and that Allah is Oft-Retruning, Full of Wisdom, (ye would be reuined indeed). (Noor : 6-7, 8-10)

تشریح۔ اِس آیت سے لِعان کا ثبوت اور اس کا طریقہ معلوم ہوتا ہے۔

لِعان کی تعریف یہ ہے کہ اگر شوہر اپنی زوجہ پر زنا کی تہمت لگائے اور چار چشم دید گواہ پیش نہ کرسکے تو حاکم کی موجودگی میں شوہر چار مرتبہ یوں کہے کہ میں اللہ کی قسم کھا کر گواہی دیتا ہوں کہ میں یقیناً اپنے الزام لگانے میں سچّا ہوں، پھر پانچویں مرتبہ یہ کہے کہ مجھ پر اللہ کی لعنت اگر میں اس الزام میں جھوٹا ہوں، اس مرتبہ وہ عورت کی طرف اشارہ بھی کرے۔ اِس کے بعد عورت چار مرتبہ کہے کہ میں اللہ کی قسم کھاکر گواہی دیتی ہوں کہ زنا کے اس الزام میں جو اس مرد نے مجھ پر لگایا وہ یقیناً جھوٹا ہے، اور پانچویں مرتبہ یوں کہے کہ مجھ پر اللہ کا غضب ہو اگر یہ مرد زنا کے الزام میں سچّا ہو جو اس نے مجھ پر لگایا ہے۔

اِس سلسلے کے دیگر احکام یہ ہیں :-

۱- لِعان کے لیے عدالت میں پیش ہونا ضروری ہے، آپس میں لِعان نہیں ہوسکتا۔

۲- لعان کے مطالبہ کا حق صرف مرد کو نہیں، بلکہ عورت کو بھی ہے، جب کہ شوہر اس پر بدکاری کا الزام لگائے۔

۳- لِعان محض اشارے کنایے پر لازم نہیں آتا، بلکہ زنا کے الزام کی تصریح ضروری ہے یا مرد صاف الفاظ میں بچّے کو اپنا بچّہ تسلیم کرنے سے انکار کردے۔

۴- اِلزام لگانے کے بعد اگر شوہر قسم کھانے سے گریز کرے تو امام ابو حنیفہؒ

اور ان کے اصحاب کے نزدیک قید کر دیا جائے گا، جب تک وہ لعان نہ کرے یا اپنے جھوٹا ہونے کا اعتراف نہ کرے۔ الزام کے جھوٹا ہونے کی صورت میں حد قذف لگائی جائے گی۔

اس کے برعکس امام مالکؒ و امام شافعیؒ کے نزدیک لعان بجائے خود اقرارِ کذب ہے، اس سے حدِ قذف واجب ہوتی ہے۔

اسی طرح حنفیہ کے نزدیک عورت اگر لعان سے پہلو تہی کرے تو اُسے قید کر دیا جائے، یہاں تک کہ وہ لعان کرے یا پھر زنا کا اقرار کرلے۔

۵۔ باپ کا بچے کے نسب سے انکار بالاتفاق لعان لازم کرتا ہے۔ اور اس میں بھی اتفاق ہے کہ ایک دفعہ بچے کو قبول کرنے کے بعد پھر باپ کو انکارِ نسب کا حق حاصل نہیں رہتا۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اگر پیدائش کے بعد ایک دو روز کے اندر وہ انکار کرے تو لعان کر کے بچے کی ذمہ داری سے بری الذمہ ہو سکتا ہے۔ اگر سال دو سال بعد انکار کرے گا تو لعان ہوگا، مگر بچے کی ذمہ داری سے بری نہ ہوگا۔

۶۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک مطلقہ بیوی پر زنا کا الزام لگانے سے لعان نہیں ہوگا، بلکہ اس پر قذف کا مقدمہ قائم کیا جائے گا۔ کیونکہ لعان زوجین کے لیے ہے۔ طلاق رجعی میں مدّتِ رجوع کے دوران لعان اس سے مستثنیٰ ہے۔

۷۔ لعان کے بعد عورت اور مرد دونوں کسی سزا کے مستحق نہیں رہتے۔ مرد اگر بچے کے نسب کا منکر ہو تو بچہ صرف ماں کا ہوگا، باپ کی طرف منسوب بھی نہیں ہوگا اور نہ اس سے میراث پائے گا، بلکہ وہ ماں کا وارث ہوگا، معاشرے میں عورت کو زانیہ اور بچے کو ولد الزنا کہنے کا حق کسی کو حاصل نہ ہوگا۔

لعان کا اثر

جب تک لعان باقی رہتا ہے مرد کے لیے عورت سے صحبت کرنا حرام

ہوجاتا ہے ۔۔۔ امام ابوحنیفہؒ، ابویوسفؒ اور محمدؒ کے نزدیک لعان سے خود بخود فرقت نہیں ہوتی، بلکہ عدالت کے تفریق کرانے سے ہوتی ہے۔ زوجین میں تفریق ہونے کے بعد اگر شوہر اپنے جھوٹا ہونے کا اقرار کرے تو حدِ قذف جاری ہونے کے بعد ان دونوں کے درمیان نکاح ہوسکتا ہے، یہ امام ابوحنیفہ و محمد رحمہما اللہ کا مسلک ہے۔

امام ابویوسفؒ اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک لعان کے سبب دائمی حرمت واقع ہوجاتی ہے، کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلْمُتَلَاعِنَانِ لَا یَجْتَمِعَانِ اَبَدًا ۔۔۔ امام ابوحنیفہؒ کی دلیل یہ ہے کہ جھوٹ کے اعتراف کے بعد نہ لعان باقی رہتا ہے اور نہ اس کا اثر۔ لہٰذا احناف کے نزدیک لِعان قائم رہنے کی صورت میں تفریق ایک طلاقِ بائن کے حکم میں داخل ہے۔

ظہار

۳۹ ۴۰ ۴۱

اَلَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآئِهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ؕ
اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـِٔیْ وَلَدْنَهُمْ ؕ وَاِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا
مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ۝ وَالَّذِيْنَ
يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ
رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ؕ ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ ؕ وَاللّٰهُ
بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ
مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ
سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ؕ وَتِلْكَ حُدُوْدُ
اللّٰهِ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ (المجادلۃ: آیات ۲-۳-۴)

ترجمہ - تم میں سے جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں، ان کی بیویاں ان کی مائیں نہیں ہیں - ان کی مائیں وہی ہیں جنھوں نے ان کو جنا ہے - یہ لوگ سخت ناپسندیدہ اور جھوٹی بات کہتے ہیں، بیشک اللہ بڑا معاف کرنے والا اور درگزر فرمانے والا ہے - اور جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کریں، پھر جو کچھ انھوں نے کہا اس سے رجوع کریں، تو انھیں ایک دوسرے کو ہاتھ لگانے سے پہلے ایک غلام آزاد کرنا ہوگا - اس سے تم کو نصیحت کی جاتی ہے، اور جو کچھ تم کرتے ہو، اللہ اس سے باخبر ہے، اور جو شخص غلام نہ پائے وہ دو ماہ کے پے در پے روزے رکھے قبل اس کے کہ دونوں ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں، اور جو اس پر بھی قادر نہ ہو، وہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے - یہ حکم اس لیے دیا جا رہا ہے کہ تم اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لاؤ - یہ اللہ کی مقرر کردہ حدیں ہیں - اور کافروں کے لیے دردناک سزا ہے -

If any men among you divorce their wives by *Zihar* (calling them mothers), they cannot be their mothers : None cane be their mothers except those who gave them birth. And in fact they use words (both) iniquitous and false; but truly Allah is one that blots out (sins), and forgives (again and again).

But those who divorce their wives by *Zihar*, then wish to go back on the words they uttered; —— (it is ordained that such a one) should free a slave before they touch each other : This are ye admonished to perform; and Allah is well-acquanited with (all) that ye do.

And if any has not (The wherewithal) he should fast for two months consecutively before they touch each other, but if any is unable to do so, he should feed sixty indigent ones. This, that ye may show your faith in Allah and His Apostle, those are limits (set by) Allah. For those who reject (Him), there is a grievous Penalty.(MUJAADALAH : 2, 3, 4)

تشریح - اِن آیات میں ظہار کا حکم بیان کیا گیا ہے، زمانۂ جاہلیت میں عرب میں ظہار کا رواج تھا، شوہر اور بیوی میں نا اتفاقی کی صورت میں شوہر غصہ میں آکر کہتا اَنْتِ عَلَیَّ کَظَہْرِ اُمِّیْ کہ تو مجھ پر میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہے، اِس سے ان کی مراد یہ ہوتی کہ مجھ پر اپنی بیوی سے مباشرت ایسے ہی حرام ہے، جیسے میری ماں سے مباشرت کرنا۔ اس فعل کا نام ظِہار ہے۔

حنفیہ کے نزدیک یہ تشبیہ صرف ماں کے ساتھ خاص نہیں بلکہ ابدی محرمات میں سے کسی عورت کے کسی ایسے عضو کے ساتھ تشبیہ دینا جس پر نگاہ ڈالنا حرام ہو، ظہار ہوگا۔

اہلِ عرب اسے طلاق سے زیادہ سخت سمجھتے تھے، اور ظہار کے بعد رُجوع کو ناممکن تصور کرتے تھے۔

دوسری آیت میں ظہار کا حکم بیان کیا گیا ہے۔ ظہار کا یہ قانون عرب جاہلیت

کے اس رواج کو منسوخ کرتا ہے، جس کی رُو سے یہ فعل نکاح کے رشتے کو توڑ دیتا تھا اور عورت شوہر کے لیے ہمیشہ کے لیے حرام ہو جاتی تھی۔ اسلام کا قانونی موقف یہ ہے کہ ظہار سے نکاح نہیں ٹوٹتا، دوسرے یہ کہ ظہار سے عورت وقتی طور پر حرام ہو جاتی ہے۔ تیسرے یہ کہ یہ حُرمت اس وقت تک باقی رہے گی جب تک شوہر کفارہ ادا نہ کرے۔

اِس آیت کی رُو سے ظہار کا پہلا کفارہ غلام آزاد کرنا ہوگا، اگر یہ نہ ہو سکے پھر دو ماہ کے روزے رکھنا ہوں گے۔ اس سے بھی عاجز ہو تو پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہوگا۔

غلام نہ پانے کی صورت میں جو روزے رکھے جائیں گے، ان میں تسلسل لازم ہوگا۔ حنفیہ اور شافعیہ کے نزدیک یہ روزے ایسے وقت میں شروع کرنے چاہییں جب درمیان میں رمضان، عیدین، یوم النحر اور ایام تشریق نہ آئیں، کیونکہ اس سے تسلسل ٹوٹ جائے گا۔ اِن دو مہینوں کے درمیان اگر شوہر نے مباشرت کرلی تو تمام ائمہ کے نزدیک اِس سے تسلسل ٹوٹ جائے گا۔ دو مہینوں سے مراد دو ہلالی مہینے ہیں، اگر چاند نکلنے پر آغاز کرے گا تو دو ماہ پورے کرے گا، ورنہ حنفیہ اور حنابلہ کے نزدیک ساٹھ دن پورے کرنے چاہییں۔ تیسرا کفارہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہوگا۔

اِس آیت کی روشنی میں تیسرا کفارہ وہ شخص دے سکتا ہے جو دوسرے کفّارے یعنی روزے رکھنے کی قدرت نہ رکھتا ہو۔ قدرت نہ رکھنے کے اسباب میں بڑھاپا، مرض اور دو ماہ تک مباشرت سے باز نہ رہنے کے اسباب ہیں۔

کھانا صرف اُن مساکین کو دیا جا سکتا ہے، جن کا نفقہ آدمی کے ذمّہ واجب نہ ہو۔ کھانا دینے سے مراد دو وقت کا پیٹ بھر کر کھانا دینا ہے۔ حنفیہ کے نزدیک ایک ہی مسکین کو ساٹھ دن تک کھانا دینا دُرست ہے۔ جب کہ باقی تین مذاہب میں ساٹھ مساکین ہی کو دینا ضروری ہے۔ ائمہ اربعہ کے نزدیک کفارۂ طعام کے دوران

بھی شوہر اپنی بیوی کے پاس نہیں جا سکتا۔ لہٰذا اسے پہلے کفارہ طعام ادا کرنا چاہیے پھر بیوی کے پاس جانا چاہیے، لیکن خلاف ورزی کی صورت میں حنفیہ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا (اس سے پہلے کہ وہ ایک دوسرے کو چھوئیں) کی شرط نہ ہونے کی وجہ سے رعایت برتتے ہیں، جب کہ حنابلہ یہ حکم دیتے ہیں کہ از سرِ نو کھانا دینا ہوگا۔

زنا

۴۲

اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَّ لَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ○ (النور : آیت ۲)

ترجمہ - زانیہ عورت اور زانیہ مرد دونوں میں سے ہر ایک کو سو سو کوڑے مارو اور اللہ کے دین کے معاملے میں تم ان پر ترس نہ کھاؤ اگر تم اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہو- اور ان کو سزا دیتے وقت ایک گروہ موجود رہے-

The woman and the man guilty of adultery or fornication flog each of them with a hundred stripes; let not compassion move you in their case, in a matter prescribed by Allah, if ye believe in Allah and the Last Day: And let a party of the believers witness their punishment.

تشریح - زنا کی عام تعریف یہ ہے کہ ایک مرد اور عورت ناجائز تعلقات کی بنیاد پر باہم مباشرت کا ارتکاب کریں- اِس آیت میں جو سزا مقرر کی گئی ہے، وہ دراصل محض زنا کی سزا ہے۔

شادی کے بعد اس جرم کی سزا کا ذکر نہیں ہے۔شادی کے بعد زنا کی سزا کا علم ہمیں حدیث سے ہوتا ہے۔معتبر روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قولاً و فعلاً اس کی سزا رجم بیان فرمائی ہے۔آپؐ کے بعد چاروں خلفائے راشدینؓ نے اپنے اپنے دور میں یہی سزا نافذ کی ہے، صحابہ کرامؓ اور تابعین میں اس بارے میں کوئی اختلاف نہ تھا- مگر زنا کے جرم کے اثبات کے

لیے محض اس جرم کے صُدور کی اطلاع کافی نہیں ہے، قرآن تصریح کرتا ہے کہ زنا کے ثبوت کے لیے کم از کم چار عینی شاہد ہونے چاہییں، یہ گواہ ایسے ہوں جو اسلام کے قانون شہادت کی رُو سے قابلِ اعتماد ہوں۔ نیز یہ کہ وہ اس بات کی شہادت دیں کہ انھوں نے ملزم اور ملزمہ کو عین مُباشرت کی حالت میں دیکھا ہے۔ انھیں اِس امر پر بھی متفق ہونا چاہیے کہ انھوں نے کب، کہاں اور کس کو، کس سے زنا کرتے دیکھا ہے۔

اِس امر میں اختلاف ہے کہ کیا حمل، جب کہ عورت کا کوئی شوہر نہ ہو، ثبوتِ زنا کے لیے کافی ہے؟ حضرت عمرؓ کے نزدیک یہ کافی شہادت ہے اور یہی امام مالکؒ کا مسلک ہے، مگر جمہور فقہاء کے نزدیک محض حمل مضبوط قرینہ نہیں ہے، کیونکہ اسلامی قانون کی رُوح رسولِ کریمؐ کا یہ ارشاد ہے کہ اِدْفَعُوا الْحُدُودَ مَا وَجَدتُّم لَهَا مَدفَعًا سزاؤں کو دُور کرو جہاں تک تم ان کو دور کر سکتے ہو۔

شہادت کے علاوہ جس سے جُرم زنا ثابت ہو سکتا ہے وہ مُجرم کا اپنا اقرار ہے، یہ اقرار صاف اور صریح لفظوں میں ہونا چاہیے، اور عدالت کو بھی پوری طرح سے اطمینان کرنا چاہیے کہ مجرم کسی خارجی دباؤ کے بغیر بحالت ہوش و حواس اقرارِ جُرم کر رہا ہے۔۔۔ امام ابوحنیفہؒ اور بعض دیگر فقہاء کے نزدیک مجرم کو چار مرتبہ اقرار کرنا ہوگا۔۔۔ جب کہ امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور دیگر ائمہ کے نزدیک ایک اقرار ہی کافی ہے۔ صرف ذاتی اقرار کی صورت میں دورانِ سزا اگر مجرم اپنے اقرار سے پھر جائے تو سزا کو روک دینا چاہیے۔

ان قوانین کے مآخذ وہ واقعات ہیں احادیث میں موجود ہیں۔ سب سے بڑا واقعہ ہے ماعز بن مالک اسلمیؓ کا، جو تقریباً تمام احادیث کی کتابوں میں ہے، جن کے اقرارِ جرم پر رسول اکرمؐ نے رَجم یعنی سنگسار کرنے کا حکم دیا۔

دُوسرا واقعہ غامدیہ قبیلے کی عورت کا ہے جس کے اقرارِ جرم پر آپؐ نے سنگسار کرنے کا حکم دیا۔

ثبوتِ جرم کے بعد زانی اور زانیہ کی سزا کے بارے میں جب کہ وہ شادی شدہ ہوں، امام احمدؒ اور بعض دیگر فقہاء کے نزدیک سو کوڑے اور اس کے بعد سنگسار کرنا ہے۔ جبکہ فقہاء کی اکثریت اس بات پر متفق ہے کہ ان کی سزا صرف سنگساری ہے۔

غیر شادی شدہ کی سزا امام شافعی کے نزدیک سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے، جب کہ امام ابو حنیفہؒ، ابو یوسفؒ اور امام زفرؒ و محمدؒ کے نزدیک ان کی سزا صرف سو کوڑے ہے، اس سزا پر اضافہ حد شمار نہیں ہوگا، بلکہ تعزیر کہلائے گا۔

"ان کی سزا کے وقت اہلِ ایمان کا گروہ موجود رہے" اس سے مراد سزا کا علانیہ نفاذ ہے، تاکہ لوگوں کے لیے عبرت ہو اور مجرم دوبارہ جرم کرنے سے باز رہے۔

اسلامی قانون میں یہ جرم قابل راضی نامہ نہیں ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسا ہی معاملہ پیش آنے پر مرد کو اس کا دیا ہوا مال واپس کر دیا، اور مجرموں (مرد و عورت دونوں) پر حد جاری فرمائی۔

قذف

۴۳ ۴۴

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ
فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً
اَبَدًا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ○ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا
مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

(النور : آیات ۴-۵)

ترجمہ - اور جو لوگ پاک دامن عورتوں پر تہمت لگائیں، پھر چار گواہ لے کر نہ آئیں، ان کو اسّی کوڑے مارو اور ان کی شہادت کو کبھی قبول نہ کرو اور وہ خود ہی فاسق ہیں، سوائے ان لوگوں کے جنھوں نے اس کے بعد توبہ کی اور اصلاح کرلی، پس یقیناً اللہ بہت بخشنے والا مہربان ہے۔

And those who launch a charge against chaste women and produce not four witnesses, (to support their allegation), -- flog them with eighty stripes; and reject their evidence ever after; for such men are wicked transgressors; —.

Unless they repent thereafter and mend (their conduct); for Allah is Oft-Forgiving, Most Merciful.
(Noor : 4-5)

تشریح - اس آیت میں قذف کا حکم بیان کیا گیا ہے۔ قذف سے مراد تہمتِ زنا ہے۔ اور آیت کے اس مفہوم پر علماءِ امت کا اجماع ہے، کیونکہ الزام کے ثبوت میں چار گواہوں کا مطالبہ اسلامی قانون میں زنا کے لیے ہے، آیت میں یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ (پاک دامن عورتوں پر الزام لگائیں) کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں، مگر فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ حکم عورتوں کی مردوں پر تہمت کے لیے بھی ہے، لہٰذا اگر عورتیں بھی قذف کی مرتکب ہوں گی تو اس

حکم کے مطابق سزا پائیں گی۔

قذف کی سزا اسی وقت جاری ہوگی جب تہمت لگانے والا صریح اور واضح الفاظ میں تہمت لگائے۔ گالی یا کنایات میں حد نہیں ہے۔

قذف کے ارتکاب کے بعد قاذِف (تُہمت لگانے والے) کو چار گواہ پیش کرنے پڑیں گے۔ جو اس بات کی شہادت دیں گے کہ انھوں نے مقذوف (جس پر تہمت لگائی گئی، اس) کو فلاں مرد یا عورت سے بالفعل زنا کرتے دیکھا ہے، اور جو شخص یہ شہادت نہ پیش کر سکے جو اسے جُرم قذف سے بری کر سکے اس کے لیے اسّی کوڑوں کی سزا ہے، اور اس کی شہادت آئندہ بھی قبول نہیں کی جائے گی، اور اس کا شمار فاسقوں میں ہوگا، ہاں اگر وہ توبہ کر کے اِصلاح کر لے تو فاسق نہ رہے گا۔

سرپرستی کے احکام

(۴۵)

وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيَامًا وَّارْزُقُوْهُمْ فِيْهَا وَاكْسُوْهُمْ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ○ (النساء : آیت ۵)

ترجمہ- اور اپنے اموال جنھیں اللہ نے تمھارے قیام زندگی کا ذریعہ بنایا ہے نادان لوگوں کے حوالہ نہ کرو، البتہ انھیں کھانے اور پہننے کے لیے دو، اور ان سے بھلائی کی بات کہتے رہو۔

To those weak of understanding make not over your property, which Allah hath made a means of support for you, but feed and clothe them therewith, and speak to them words of kindness and justice.
(Nisaaa : 5)

تشریح- سیاق کے اعتبار سے سُفَهَاء سے مراد نادان یتیم لڑکے ہیں جنھیں ان کے اموال جب تک وہ ناسمجھ رہیں گے، نہیں دیئے جائیں گے، البتہ ان کی ضروریات پوری کی جاتی رہیں گی، اور اس بات کا بھی یقین دلایا جائے گا کہ ان کا مال اہلیت پیدا ہونے پر انھیں دے دیا جائے گا۔

آیت کا ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ جو لوگ دولت کو غلط استعمال کرکے نظام تمدن اور معیشت کو خراب کریں، ان کے ہاتھ میں دولت کا اختیار و تصرف نہ دیا جائے۔

(۴۶)

وَاٰتُوا الْيَتٰمٰى أَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ وَلَا تَأْكُلُوْا أَمْوَالَهُمْ إِلٰى أَمْوَالِكُمْ إِنَّهُ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا ○

(النساء : آیت ۲)

ترجمہ۔ اور یتیموں کے مال انھیں واپس کردو، اور اچھے مال کو بُرے مال سے نہ بدلو، اور ان کے مال اپنے مال کے ساتھ نہ کھاؤ، یہ بہت بڑا گناہ ہے۔

To orphans restore their property (when they reach their age), nor substitute (your) worthless things for (their) good ones; and devour not their substance (by mixing it up) with your own. For this is indeed a great sin. (Nisaaa : 2)

تشریح۔ یتیم بچوں کا مسئلہ ہر قوم کے لیے اہم رہا ہے، اس سلسلے میں قرآن کریم کا موقف اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ یتیموں کی کفالت مُسلم مُعاشرے کی ذمہ داری ہے، یتیموں کے بالغ ہونے پر ان کے مال اور جائداد اُن کے حوالے کردیئے جائیں گے۔ یتیموں کے اچھے مال کو بُرے مال سے بدلنے کا مفہوم یہ ہے کہ ان کا قیمتی مال اپنے مال میں شامل نہ کرو، اور نہ گھٹیا مال اُن کے اچھے مال میں خلط ملط کردو۔ اللہ کے نزدیک ان کے حقوق پر یہ دست درازی ہے اور گناہِ عظیم ہے۔

(٤٧)

وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰٓى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْٓا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَاْكُلُوْهَآ اِسْرَافًا وَّبِدَارًا اَنْ يَّكْبَرُوْا وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ○

(النسآء : آیت ٦)

ترجمہ۔ اور یتیموں کی آزمائش کرتے رہو یہاں تک کہ وہ عُمرِ نکاح کو پہنچ جائیں، پھر اگر تم ان میں سُوجھ بُوجھ پاؤ تو ان کے اموال ان کے حوالے کردو اور ان کے اموال کو اسراف کرتے ہوئے جلدی جلدی مت کھاؤ اس خیال سے کہ

وہ بڑے ہو جائیں گے، اور جو (یتیم کا سرپرست) مالدار ہو پرہیزگاری سے کام لے اور جو فقیر ہو وہ معروف طریقے سے کھائے۔ پھر جب تم ان کے اموال ان کے حوالہ کرنے لگو تو ان پر گواہ بنا لو، اور اللہ حساب لینے کے لیے کافی ہے۔

Make trial of orphans until they reach the age of marriage; if then ye find sound judgment in them release their property to them, but consume it not wastefully, nor in haste against their growing up. If the guardian is well-off, let him claim no remuneration, but if he is poor, let him have for himself what is just and reasonable. When ye release their property to them, take witnesses in their presence; but all-sufficient is Allah in taking account.

تشریح۔ اس میں مال حوالہ کرنے کے لیے دو شرطیں عائد کی گئی ہیں، بُلوغ اور رُشد۔ رُشد سے مراد مال استعمال میں لانے کی صلاحیت ہے، عُمرِ بلوغ حنفیہ کے نزدیک لڑکے کی اٹھارہ سال اور لڑکی کی سترہ سال ہے۔ اگر یتیم سنِ بلوغ کو پہنچ جائے اور اس میں رشد نہ ہو تو اس کا مال سنِ کبر میں صحیح الحواس ہونے کی صورت میں اس کے حوالہ کر دیا جائے گا، خواہ اس میں انتظامی اہلیت ہو یا نہ ہو۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک سنِ کبر پچیس سال ہے۔

اسی طرح اس آیت میں یہ ہدایت بھی دی گئی ہے کہ اگر یتیم کا سرپرست مالدار ہو تو اسے یتیم کے مال سے کچھ نہ لینا چاہیے، اور اگر وہ صاحبِ ضرورت ہے تو اسے انصاف سے کام لے کر بقدرِ ضرورت لینا چاہیے اور یہ مقدار اُجرت شمار نہیں ہوگی بلکہ اللہ کی طرف سے مقرر کردہ مد ہے جس کی سہولت سرپرست کو دی گئی ہے۔

گواہ مقرر کرنے کی تلقین دنیوی ضابطہ کی تکمیل کی خاطر کی جا رہی ہے، ورنہ اللہ کو امانت و خیانت کا علم ہے۔

۴۸ ۴۹

وَلْيَخْشَ الَّذِيْنَ لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا
خَافُوْا عَلَيْهِمْ فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ وَلْيَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝
اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ
فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ۝

(النساء : آیات ۹--۱۰)

ترجمہ ۔ اور لوگوں کو اس بات کا خیال کرکے ڈرنا چاہیے کہ اگر وہ اپنے پیچھے بے بس اولاد چھوڑتے (تو مرتے وقت) انھیں ان کی کیسی فکر لاحق رہتی، پس چاہیے کہ وہ خدا کا خوف کریں، اور راستی کی بات کریں ۔ بیشک جو لوگ یتیموں کا مال ظلم کے ساتھ کھاجاتے ہیں، وہ درحقیقت اپنے پیٹوں کو آگ سے بھرتے ہیں اور وہ عنقریب جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ میں جھونکے جائیں گے ۔

Let those (disposing of an estate) have the same fear in their minds as they would have for their own if they had left a helpless family behind; Let them fear Allah, and speak words of appropriate (comfort).

Those who unjustly eat up the property of orphans, eat up a fire into their own bodies; they will soon be enduring a blazing Fire! (Nisaaa : 9-10)

تشریح ۔ دونوں آیات یتیموں کی حق تلفی کرنے والوں کے لیے کھلی تنبیہ ہیں ۔

وصیّت

(٥٠) (٥١) (٥٢)

كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِنْ تَرَكَ خَيْرًا ۖ
الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ بِالْمَعْرُوفِ ۖ حَقًّا عَلَى
الْمُتَّقِينَ ○ فَمَنْ بَدَّلَهُ بَعْدَمَا سَمِعَهُ فَإِنَّمَا إِثْمُهُ عَلَى
الَّذِينَ يُبَدِّلُونَهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ○ فَمَنْ خَافَ مِنْ
مُوصٍ جَنَفًا أَوْ إِثْمًا فَأَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ ۚ إِنَّ
اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ○ (البقرۃ : آیات ۱۸۰-۱۸۱-۱۸۲)

ترجمہ۔ تم پر فرض کیا گیا ہے کہ جب تم میں سے کسی کی موت کا وقت قریب آئے اور وہ اپنے پیچھے مال چھوڑ رہا ہو تو والدین اور رشتہ داروں کے لیے معروف طریقے سے وصیت کرے، یہ حق ہے متقی لوگوں پر۔ پھر جو کوئی وصیت سننے کے بعد اسے بدل ڈالے تو اس کا گناہ بدلہ لینے والے پر ہوگا۔ بیشک اللہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے، البتہ جس کو اندیشہ ہو کہ وصیت کرنے والے نے نادانستہ یا قصداً حق تلفی کی ہے اور پھر وہ متعلق لوگوں کے درمیان اصلاح کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں، بیشک اللہ بہت بخشنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔

It is prescribed, when death approaches any of you, if he leave any goods, that he make bequest to parents and next of kin, according to reasonable usage; This is due from the God-fearing.

If anyone changes the bequest after hearing it, The guilt shall be on those who make the change. For Allah hears and knows all thing.

But if anyone fears partiality or wrong-doing on the part of the testator, and makes peace between (the parties concenred). There is no wrong in him; For Allah is Oft-Forgiving, most Merciful.
(Baqarah : 180-181-182)

تشریح - وصیت کے یہ احکام سورۂ نساء میں وراثت کے لیے دیئے جانے والے احکام سے بہت پہلے کے ہیں، اس وقت مرنے والا وارثوں کے حصے بذریعہ وصیت مقرر کرتا تھا، لیکن بعد میں اللہ نے خود ایک ضابطہ دیا، لہٰذا اب جائداد اس ضابطے کے مطابق تقسیم کی جائے گی، اور وصیت کل جائداد میں سے ایک تہائی حصے میں کی جاسکے گی۔ میت یہ وصیت اپنے غیر وارث رشتہ داروں کے لیے، خاندان کے باہر محتاج لوگوں اور رفاہی کاموں کے لیے کرسکتا ہے، البتہ جن رشتہ داروں کے حصے قرآن نے مقرر کردیئے ہیں، ان کے حصّوں میں وصیت کے ذریعے کمی بیشی نہیں کی جاسکتی۔

اگر وصیت کرنے والا بے ضابطہ یا خلافِ شریعت وصیت کرے تو اس کی اصلاح کی جاسکتی ہے تاکہ حق تلفیوں اور باہمی نزاع سے بچا جائے۔

وراثت

۵۳ ۵۴

وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ لِلرِّجَالِ
نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ؕ وَ
اسْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ○
وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ وَ
الَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ
كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ○ (النسآء : آیات ۳۲-۳۳)

ترجمہ - اور جو کچھ اللہ نے تم میں سے کسی کو دوسرے کے مقابلے میں برتری عطا کی ہے اس کی تمنا نہ کرو۔ جو کچھ مردوں نے کمایا ہے اس کے مطابق ان کا حصہ ہے، اور جو کچھ عورتوں نے کمایا ہے اس کے مطابق ان کا حصہ ہے۔ اور اللہ سے فضل طلب کرتے رہو۔ یقیناً اللہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے —— اور ہم نے ہر اس ترکے کے حق دار مقرر کر دیئے ہیں جو والدین اور رشتہ دار چھوڑیں۔ اور رہے وہ لوگ جن سے تمھارے عہد و پیمان ہوں تو انھیں ان کا حصہ دو، یقیناً اللہ ہر چیز پر نگران ہے۔

And in no wise covet those things in which Allah hath bewtowed His gifts more freely on some of you than on others : to men is allotted what they earn, and to women what they earn; but ask Allah of His bounty; for Allah hath full knowledge of all things.

To (benefit) everyone, we have appointed shares and heirs to property left by parents and relatives, to those alsó, to whom your right´hand was pledged, give their dúe protion; for truly Allah is witness to all things.

(Nisaaa : 32-33)

تشریح۔ مذکورہ آیات میں پہلی آیت میں ایک اہم اخلاقی ہدایت دی گئی ہے جو بے شمار اخلاقی خرابیوں کا قلع قمع کرتی ہے۔ انسان کے درمیان اللہ نے بے شمار حیثیتوں سے فرق رکھا ہے، دولت، حُسن، طاقت، علم وفہم اور دیگر صفات میں ایک انسان دوسرے انسان سے مختلف ہوتا ہے اور اسی اختلاف پر انسانی تمدن کی عمارت کھڑی ہے، لہٰذا انسان اپنے بھائی بہنوں کی خوبیوں اور امتیازات پر حسد ورقابت کی آگ میں نہ جلتا رہے، بلکہ اللہ سے اپنے لیے فضل کی دُعا مانگے۔ جو کوئی جتنی محنت کرکے کمائے گا وہ اس کا حصہ ہوگا، اور اس میں مردوں اور عورتوں کے لیے یکساں ضابطہ ہے۔

دوسری آیت میں عربوں کے ایک قدیم دستور کا ذکر کیا گیا ہے کہ جب وہ کسی سے دوستی اور بھائی چارے کا عہد وپیمان باندھتے تو وہ ایک دوسرے کے وارث بھی ہوجاتے، یعنی ایک پر دیت لازم آئے تو دوسرا اُسے ادا کرے اور ایک مرجائے تو دُوسرا اس کا وارث ٹھہرے۔ اصطلاح میں یہ لوگ "مولی الموالاۃ" کہلاتے ہیں۔ شریعت نے ابتداء میں اس دستور کو تھوڑی سے ترمیم کے ساتھ باقی رکھا اور انصار ومہاجرین میں مؤاخات قائم کرکے باہم میراث کی تقسیم جاری کی، اور جن لوگوں سے عہد وپیمان ہوتا ان کا چھٹا حصہ مقرر کیا گیا۔ مگر وراثت کے تفصیلی احکام آنے کے بعد سب وارثوں کے حصے متعین ہوگئے۔ اور مولی الموالاۃ کا حصہ منسوخ ہوگیا۔

۵۵ ۵۶

لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا ۝ وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُو الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينُ فَارْزُقُوهُم مِّنْهُ وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوفًا ۝ (النساء: آیت ۷)

ترجمہ - مردوں کے لیے اس مال سے حصہ ہے، جو ماں باپ اور رشتہ داروں نے چھوڑا ہو اور عورتوں کے لیے بھی اس مال میں حصہ ہے جو ماں باپ اور رشتہ داروں نے چھوڑا ہو خواہ تھوڑا ہو یا بہت، یہ حصہ مقرر کردہ ہے (اللہ کی طرف سے)۔ اور جب تقسیم کے موقع پر قرابت دار، یتیم اور مساکین آجائیں تو اس مال سے ان کو بھی (کچھ) دو اور ان کے ساتھ بھلائی کی بات کہو۔

From what is left by parents and those nearest related there is a share for men and a share for women, whether the property be small or large, — a determinate share.

But if at the time of division other relatives, or orphans, or poor, are present, feed them out of the (property) and speak to them words of kindness and justice. (Nisaaa' : 7-8)

تشریح - پہلی آیت میں واضح کردیا گیا ہے کہ میراث کے حقدار مرد ہی نہیں بلکہ عورتیں بھی ہیں۔ نیز میراث چاہے کتنی کم کیوں نہ ہو تقسیم ضرور ہونی چاہیے۔ آیت سے یہ بات بھی مترشح ہوتی ہے کہ وراثت کا قانون ہر قسم کے اموال و املاک پر جاری ہوگا۔

دوسری آیت میں خطاب میت کے وارثوں سے ہے کہ میراث کی تقسیم کے موقع پر دور و نزدیک کے رشتہ داروں اور دیگر غرباء و مساکین کی بھی دل جوئی کی جائے اور وسعتِ قلب سے کام لے کر ترکہ میں سے انھیں بھی کچھ دے دیا جائے اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے۔

(٥٧)

يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ
فَإِنْ كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ
وَإِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ
مِنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِنْ كَانَ لَهُ وَلَدٌ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ

وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗۤ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهٗۤ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ
السُّدُسُ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ ؕ اٰبَآؤُكُمْ وَ
اَبْنَآؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ؕ فَرِيْضَةً مِّنَ
اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ○ (النساء : آیت ۱۱)

ترجمہ - تمھاری اولاد کے بارے میں اللہ تمھیں ہدایت کرتا ہے کہ مرد کا حصّہ دو عورتوں کے حصے کے برابر ہے، اگر (میت کے وارث) دو سے زائد لڑکیاں ہو تو ان کے لیے ترکے کا دو تہائی ہے، اور اگر ایک ہی لڑکی وارث ہو تو آدھا ترکہ اس کا ہے، اگر میت صاحبِ اولاد ہو تو اس کے والدین میں سے ہر ایک کے لیے ترکہ کا چھٹا حصہ ہے، اور اگر وہ صاحبِ اولاد نہ ہو اور والدین ہی اس کے وارث ہوں تو ماں کا تیسرا حصہ ہے۔ اور اگر میت کے بھائی بہن بھی ہو تو ماں کا چھٹا حصّہ ہے (یہ سب حصے اس وقت نکالے جائیں گے) جب کہ وصیّت جو میّت نے کی ہو، پوری کردی جائے، اور جو قرض اس پر ہو ادا کردیا جائے۔ تم نہیں جانتے کہ تمھارے ماں باپ اور تمھاری اولاد میں سے کون بلحاظ نفع تم سے قریب تر ہے یہ حصے اللہ کے مقرر کردہ ہیں اور اللہ یقیناً سب حقیقتوں سے واقف اور ساری مصلحتوں کو جاننے والا ہے۔

Allah (thus) directs you as regards your children's (inheritence); to the male, a portion equal to that of two females; if only daughters, two or more, their share is two-thirds of the inheritance; if only one, her share is a half. For parents, a sixth share of the inheritance to each, if the deceased left children; if no children, and the parents are the (only) heirs, the mother has a third; if the deceased left brothers (or sisters), the mother has a sixth. The distribution in all cases is) after the payment of legacies and debts, ye know not whether your parents of your your children are nearest to you in benefit. These are settled portions ordained by Allah and Allah is All-Knowing, All-Wise.

(Nisaaa : 11)

تشریح۔ اِس آیت میں میراث کی تقسیم میں بُنیادی ہدایت یہ دی گئی کہ مرد کا حصہ عورت سے دُوگُنا ہے، کیونکہ شریعت نے معاشی ذمہ داریوں کا بوجھ مردوں پر ڈالا ہے، لہٰذا ان کا حصہ بھی دو گنا رکھا گیا۔

اگر میت کی وارث دو سے زائد لڑکیاں ہوں تو ان کے لیے ترکے کے دُو تہائی ہونے کے حکم کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے کوئی لڑکا نہ چھوڑا ہو اور اس کی اولاد میں دو یا دو سے زائد لڑکیاں ہی لڑکیاں ہوں تو ان پر کل جائداد کا $\frac{2}{3}$ حصہ تقسیم ہوگا اور باقی $\frac{1}{3}$ حصہ دوسرے وارثوں پر تقسیم ہوگا۔ لیکن اگر میت کا ایک لڑکا ہو تو دوسرے وارثوں کی غیر موجودگی میں وہ کل مال کا وارث ہوگا، اور اگر دُوسرے وارث ہوں تو ان کے حِصے نکالنے کے بعد وہ کل مال کا وارث ہوگا۔

میت کے صاحبِ اولاد ہونے کی صورت میں میت کے والدین میں سے ہر ایک $\frac{1}{6}$ حصے کا حق دار ہے، خواہ اولاد صرف بیٹیاں ہوں یا بیٹے ہوں یا ایک بیٹا اور بیٹی ہوں، باقی رشتہ دار $\frac{2}{3}$ حصے میں شریک ہوں گے، اسی طرح ماں باپ کے سوا کوئی اور وارث نہ ہو تو ماں کا تیسرا حصہ اور باپ کا $\frac{2}{3}$ حصہ ہوگا، اور اگر دوسرے وارث ہوں تو $\frac{2}{3}$ حِصّے میں وارث اور باپ شریک ہوں گے۔

میت کے والدین اگر زندہ ہوں تو اس کے بہن بھائیوں کو حصہ نہیں پُہنچتا نیز یہ کہ بہن بھائیوں کی موجودگی میں ماں کا حصہ $\frac{1}{3}$ کے بجائے $\frac{1}{6}$ کر دیا گیا ہے، تاکہ ماں کے حصے کا $\frac{1}{6}$ باپ کے حصے میں ڈالا جائے، کیونکہ اس صورت میں باپ پر معاشی ذمہ داریوں کا بوجھ بڑھ جاتا ہے۔

یہ تمام حِصّے میّت کے قرض ادا کرنے کے بعد اور اس کی وصیّت پُورا کرنے کے بعد تقسیم کیے جائیں گے۔ میت کل مال کے $\frac{1}{3}$ میں وصیّت کر سکتا ہے، جس کا ذکر گزر چکا۔

۵۸

وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ

فَإِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ
يُوصِينَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ ۚ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ
لَكُمْ وَلَدٌ ۚ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ
مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ ۗ وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُورَثُ
كَلَالَةً أَوِ امْرَأَةٌ وَلَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسُ ۚ
فَإِنْ كَانُوا أَكْثَرَ مِنْ ذَٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ ۚ مِنْ
بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصَىٰ بِهَا أَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَارٍّ ۚ وَصِيَّةً مِنَ
اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ (النساء : آیت ۱۲)

ترجمہ - اور تمھاری بیویوں نے جو کچھ چھوڑا ہو اس کا آدھا تمھارا ہے بشرطیکہ وہ بے اولاد ہوں ورنہ اولاد ہونے کی صورت میں ترکے کا ایک چوتھائی حصہ تمھارا ہے، جب کہ وصیت جو انھوں نے کی ہو پوری کر دی جائے یا قرض ہو تو ادا کر دیا جائے - اور وہ تمھارے ترکہ میں سے چوتھائی حصہ کی حق دار ہوں گی اگر تم بے اولاد ہو ورنہ صاحب اولاد ہونے کی صورت میں ان کا حصہ آٹھواں ہوگا، یہ اس کے بعد ہوگا جب کہ وصیت جو تم نے کی ہو پوری کر دی جائے اور جو قرض ہو ادا کر دیا جائے - اور اگر وہ مرد یا عورت (جس کی میراث تقسیم طلب ہے) بے اولاد بھی ہوں اور اس کے ماں باپ بھی زندہ نہ ہوں مگر اس کا ایک بھائی یا بہن موجود ہو تو بھائی اور بہن ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا - اور اگر بھائی بہن ایک سے زیادہ ہوں تو کل ترکے کے ایک تہائی میں وہ سب شریک ہوں گے جب کہ وصیت جو کی گئی ہو پوری کر دی جائے اور قرض جو میت نے چھوڑا ہو ادا کر دیا جائے بشرطیکہ وہ وصیت ضرر رساں نہ ہو یہ حکم ہے اللہ کی طرف سے، اور اللہ دانا و بینا اور بردبار ہے -

In what your wives leave, your share is a half, if they leave no child; but if they leave a child, ye get a fourth; after payment of legacies and debts, in what ye leave, their share is a fourth, if ye leave no child; but if ye leave a child, they get an'eighth;

after payment of legacies and debts. If the man or woman wohse inheritance is in question has left neither ascendants nor descendants, but has left a brother or a sister, each one of the two gets a sixth; but if more than two, they share in a third; after payment of legacies and debts; so that no loss is caused (to anyone). Thus is it ordained by Allah, and Allah is All-Knowing, Most Forbearing.
(Nisaaa' 12)

تشریح - آیتِ بالا کا خلاصہ یہ ہے کہ بے اولاد ہونے کی صورت میں بیویوں کے ترکہ کا آدھا شوہر کا ہے اور اولاد ہونے کی صورت میں ترکہ کا ایک چوتھائی حصہ شوہر کا ہے۔

اسی طرح بے اولاد ہونے کی صورت میں شوہر کے ترکے میں بیوی کا حصہ چوتھائی ہوگا، جب کہ صاحبِ اولاد ہونے کی صورت میں بیوی کا حصہ آٹھواں ہوگا۔ بیوی خواہ ایک ہو یا کئی ہوں، یہ حکم ان پر نافذ ہوگا۔ کئی بیویوں کی صورت میں $\frac{1}{4}$ یا $\frac{1}{8}$ برابر تقسیم کیا جائے گا۔ کلالہ مرد یا عورت کی میراث سے اس کے بھائی اور بہن ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا۔ اور اگر بہن بھائی ایک سے زیادہ ہوں تو ایک تہائی اُن میں برابر تقسیم ہوگا، باقی $\frac{5}{6}$ یا $\frac{2}{3}$ میں اگر کوئی وارث ہو تو اسے حصّہ ملے گا، ورنہ باقی ماندہ ملکیت میں اس شخص کو وصیّت کرنے کا حق ہے۔

کلالہ کے مذکورہ حکم کا اطلاق اخیافی بہن بھائیوں پر ہوتا ہے جو میّت کے ساتھ ماں کی طرف سے رشتہ رکھتے ہوں اور باپ ان کا دوسرا ہو۔ رہے سگے بہن بھائی یا صرف باپ شریک تو ان کا حکم اس آیت (۵۹) میں ہے:-

(۵۹)

يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ ۚ إِنِ امْرُؤٌ هَلَكَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَلَهُ أُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ وَهُوَ يَرِثُهَا إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهَا وَلَدٌ ۚ فَإِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثَانِ مِمَّا تَرَكَ ۚ وَإِنْ كَانُوا إِخْوَةً رِجَالًا وَنِسَاءً فَلِلذَّكَرِ

مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا وَاللّٰهُ
بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ○ (النساء : آیت ۱۷۶)

ترجمہ - لوگ آپ سے کلالہ کے بارے میں دریافت کرتے ہیں - کہہ دیجیے اللہ تمھیں فتویٰ دیتا ہے: اگر کوئی شخص بے اولاد مر جائے اور اس کی ایک بہن ہو تو وہ اس کے ترکہ میں سے نصف پائے گی اور اگر وہ دو بہنیں ہوں (میت کی وارث) تو ان کے لیے ترکہ کا دو تہائی ہے اور اگر وہ کئی بھائی بہنیں ہوں تو مرد کو دو عورتوں کے حصے کے برابر ملے گا۔ اللہ تمھارے لیے اپنے احکام واضح کرتا ہے تاکہ تم گمراہ نہ ہو اور اللہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔

They ask thee for a legai d·:ision. Say : Allal directs (thus) about those who le·· · no descendants or ascendants as heirs. If it i· ·· man that dies, leaving a sister but no child, she shall have half the inheritance : If (such a deceased was) a woman, who left no child, her brother takes her inheritance : if there are two sisters. They shall have two-third of the inheritance (between them) : if there are brothers and sisters, (they share) the male having twice the share of the female. Thus doth Allah make clear to you (His law), lest ye err. And Allah hath knowledge of all things. **(Nisaaa' : 176)**

تشریح - عامۂ فقہاء کے نزدیک کلالہ وہ شخص ہے جو لاولد بھی ہو اور جس کے باپ اور دادا بھی زندہ نہ ہوں - جب کہ بعض فقہاء کے نزدیک محض لاولد مرنے والے کو بھی کلالہ کہتے ہیں، لیکن قرآنِ کریم سے اول الذکر تعریف کی تائید ہوتی ہے کیونکہ کلالہ کی بہن کو نصف ترکہ کا وارث قرار دیا گیا ہے حالانکہ کلالہ کا باپ زندہ ہو تو بہن کو سرے سے کوئی حصہ نہیں پہنچتا لہذا کلالہ کی پہلی تعریف ہی درست ہے۔

کلالہ کے بارے میں اس آیت پر اتفاق ہے کہ اس میں ان بھائی بہنوں کی میراث کا ذکر ہے جو میت کے ساتھ ماں اور باپ دونوں میں یا صرف باپ

میں مشترک ہوں۔ بہن کے بے اولاد مرنے پر بھائی پورے مال کا وارث ہوگا بشرطیکہ کوئی اور صاحبِ فریضہ نہ ہو اور اگر کوئی اور صاحبِ فریضہ موجود ہو جیسے شوہر، تو اس کا حصہ ادا کرنے کے بعد تمام ترکہ بھائی کو ملے گا۔ میت کی دو وارث بہنیں ترکہ کے دو تہائی کی حق دار ہوں گی، اور اگر بہنیں دو سے زائد ہوں تو بھی ان کے لیے دو تہائی حصہ ہے۔

فہرست الفاظ

بمطابق ترتیب آیات

۱

یٰاَیُّھَا	اے (ندا کے لیے)
اَلنَّاسُ	لوگ
اِتَّقُوْا	(فعل امر جمع مذکر) ڈرو
اِتَّقٰی یَتَّقِیْ	ڈرنا
رَبُّکُمْ	تمہارا رب
اَلَّذِیْ	جو۔جس نے (اسم موصول)
خَلَقَ یَخْلُقُ	پیدا کرنا
مِنْ	سے (حرفِ جر)
نَفْسٌ	جان
مِنْھَا	اس سے

زَوْجٌ ج اَزْوَاجٌ	جوڑا ۔ مرد و عورت
بَثَّ یَبُثُّ	پھیلانا ۔ نشر کرنا
رَجُلٌ ج رِجَالٌ	مرد
اِمْرَاَۃٌ ج نِسَاءٌ	عورت
تَسَاءَلَ یَتَسَاءَلُ	باہم سوال کرنا
رَحِمٌ ج اَرْحَامٌ	خونی رشتہ ۔ قرابت
اِنَّ	بیشک
عَلٰی	پر
رَقِیْبٌ	نگران

۲

وَ	اور
اِنْ	اگر (حرف شرط)
خَافَ یَخَافُ	ڈرنا
اَلَّا	کہ نہیں

اَقْسَطَ یُقْسِطُ	انصاف کرنا
یَتِیْمٌ ج یَتَامٰی	یتیم
نَکَحَ یَنْکِحُ	نکاح کرنا
مَا	جو (اسم موصول)

طَابَ يَطِيْبُ	اچھا لگنا۔ پسند آنا
مَثْنٰى	دو دو
ثُلٰثَ	تین تین
رُبٰعَ	چار چار
عَدَلَ يَعْدِلُ	انصاف کرنا
مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ	(تمہارے داہنے ہاتھ جن کے مالک ہیں) لونڈی، غلام۔
اَدْنٰى	زیادہ قریب
عَالَ يَعُوْلُ	ظلم کرنا۔ نا انصافی کرنا

٣

اِسْتَطَاعَ يَسْتَطِيْعُ	طاقت رکھنا
بَيْنَ	درمیان
وَلَوْ	اگرچہ
حَرَصَ يَحْرِصُ	طمع کرنا۔ حرص کرنا
مَالَ يَمِيْلُ	مائل ہونا
وَذَرَ يَذَرُ	چھوڑنا
عَلَّقَ يُعَلِّقُ	لٹکا دینا
مُعَلَّقَةٌ	لٹکی ہوئی
اَصْلَحَ يُصْلِحُ	اصلاح کرنا
غَفُوْرٌ	بہت بخشنے والا
رَحِيْمٌ	بہت مہربان

٤

لَمْ	نہیں (حرف نفی)
طَوْلٌ	وسعت۔ فراخی
حِصْنٌ	قلعہ
اَحْصَنَ يُحْصِنُ	محفوظ ہونا۔ پاکدامن ہونا
اَلْمُحْصَنٰتُ	پاکدامن عورتیں
فَتَاةٌ ج فَتَيَاتٌ	نوجوان عورت
اِذْنٌ	اجازت
اَذِنَ يَاْذَنُ	اجازت دینا
اَجْرٌ ج اُجُوْرٌ	اجرت۔ مہر
سَافَحَ يُسَافِحُ	بدکار ہونا۔ شہوت رانی
اِتَّخَذَ يَتَّخِذُ	اپنانا۔ بنالینا
خِدْنٌ ج اَخْدَانٌ	آشنا۔ یار
اُحْصِنَّ	محفوظ کرلی گئیں
اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ	بے حیائی کا کام کریں
عَنِتَ يَعْنَتُ	گناہ کرنا۔ بدکاری

٥

مُشْرِكَةٌ ج مُشْرِكٰتٌ مشرک عورت
اَمَةٌ ج اِمَاءٌ لونڈی
اَعْجَبَ يُعْجِبُ اچھا لگنا - پسند کرنا
عَبْدٌ ج عِبَادٌ بندہ . غلام

دَعَا يَدْعُوْ پکارنا
بَيَّنَ يُبَيِّنُ واضح کرنا
لَعَلَّ شاید
تَذَكَّرَ يَتَذَكَّرُ نصیحت حاصل کرنا

٦

حَرَّمَ يُحَرِّمُ حرام کرنا

حُرِّمَ حرام قرار دیا گیا

٧

اَحَلَّ يُحِلُّ حلال کرنا
اُحِلَّ حلال کردیا گیا
طَيِّبَةٌ ج طَيِّبٰتٌ پاکیزہ چیزیں
اُوْتُوا الْكِتٰبَ جنھیں کتاب دی گئی

كَفَرَ يَكْفُرُ انکار کرنا - کفر کرنا
حَبِطَ يَحْبَطُ ضائع ہوجانا - اکارت جانا
خَسِرَ يَخْسَرُ نقصان ہوجانا

٨

اَبٌ ج اٰبَاءٌ باپ
سَلَفَ يَسْلُفُ گزرنا
مَقَتَ يَمْقُتُ انتہائی بغض رکھنا نفرت ہونا

سَاءَ يَسُوْءُ براہونا - قبیح ہونا
سَبِيْلٌ راستہ

٩

اُمٌّ ج اُمَّهَاتٌ ماں
بِنْتٌ ج بَنَاتٌ بیٹی

اُخْتٌ ج اَخَوَاتٌ بہن
عَمَّةٌ ج عَمَّاتٌ چچی - پھوپھی

خَالَةٌ ج خَالَاتٌ خالہ
بِنْتُ الْاَخِ بھائی کی بیٹی۔ بھتیجی
بِنْتُ الْاُخْتِ بہن کی بیٹی بھانجی
اَرْضَعَ يُرْضِعُ دودھ پلانا
رَبِيْبَةٌ ج رَبَائِبُ بیوی کے سابق شوہر کی بیٹی

حِجْرٌ ج حُجُوْرٌ گود
جُنَاحٌ گناہ
فَرِيْضَةٌ مہر
حَلِيْلَةٌ ج حَلَائِلُ بیوی
صُلْبٌ ج اَصْلَابٌ

١٠

اِسْتَمْتَعَ يَسْتَمْتِعُ متمتع ہونا فائدہ اٹھانا
تَرَاضٰی يَتَرَاضٰی باہم رضامند ہونا

عَلِيْمٌ بہت جاننے والا
حَكِيْمٌ بہت دانا

١١

صَدُقَةٌ ج صَدُقَاتٌ مہر
نِحْلَةٌ بخوشی۔ بطیبِ خاطر

هَنِيْءٌ خوش گوار۔ لذیذ
مَرِيْءٌ زود ہضم

١٢

حَلَّ يَحِلُّ حلال ہونا جائز ہونا
وَرِثَ يَرِثُ وارث ہونا
كَرْهًا جبراً زبردستی
عَضَلَ يَعْضُلُ دشوار ہونا۔ روکنے پر مجبور کرنا

عَاشَرَ يُعَاشِرُ باہم مل کر رہنا
كَرِهَ يَكْرَهُ ناپسند کرنا
عَسٰی شاید

١٣

اِسْتَبْدَلَ يَسْتَبْدِلُ تبدیل کرنا	اَرَادَ يُرِيْدُ ارادہ کرنا۔ چاہنا
قِنْطَارٌ ڈھیر	اِثْمٌ گناہ
اَخَذَ يَأْخُذُ لینا	مُبِيْنٌ کھلا ہوا

١٤

طَلَّقَ يُطَلِّقُ چھوڑ دینا۔ آزاد کرنا، طلاق دینا	مُوْسِعٌ خوشحال
مَسَّ يَمَسُّ چھونا۔ جماع کرنا	مُقْتِرٌ تنگ دست
مَتَّعَ يُمَتِّعُ فائدہ پہنچانا	قَدَرٌ حیثیت۔ اندازہ

١٥

عُقْدَةٌ گرہ۔ بندھن	نَسِيَ يَنْسٰى بھول جانا
عَفَا يَعْفُوْ بخش دینا	بَصِيْرٌ خوب دیکھنے والا

١٦

قَوَّامٌ ذمہ دار۔ نگہبان	هَجَرَ يَهْجُرُ چھوڑنا۔ ہجرت کرنا
فَضَّلَ يُفَضِّلُ ترجیح دینا۔ فضیلت دینا	مَضْجَعٌ ج مَضَاجِعُ بستر
اَنْفَقَ يُنْفِقُ خرچ کرنا	بَغٰى يَبْغِيْ طلب کرنا۔ تلاش کرنا
قَنَتَ يَقْنُتُ اطاعت شعار ہونا	عَلِيٌّ بلند تر
نَشَزَ يَنْشُزُ سرکشی کرنا	كَبِيْرٌ بڑا
وَعَظَ يَعِظُ نصیحت کرنا	

۱۷

شِقَاقٌ نزاع - اختلاف
بَعَثَ يَبْعَثُ بھیجنا - مقرر کرنا

وَفَّقَ يُوَفِّقُ موافقت پیدا کرنا، توفیق دینا -

۱۸

مَرَّةٌ ایک مرتبہ
مَرَّتَانِ دو مرتبہ
اَمْسَكَ يُمْسِكُ روکنا - ٹھہرانا

سَرَّحَ يُسَرِّحُ چھوڑ دینا - رخصت کرنا
اِفْتَدٰى يَفْتَدِيْ فدیہ دینا - معاوضہ دینا
اِعْتَدٰى يَعْتَدِيْ زیادتی کرنا

۱۹

تَرَاجَعَ يَتَرَاجَعُ رجوع کرنا

ظَنَّ يَظُنُّ گمان کرنا

۲۰

تَرَبَّصَ يَتَرَبَّصُ روکے رکھنا انتظار کرنا
ثَلٰثَةٌ تین
قُرُوْءٌ حیض - طہر

كَتَمَ يَكْتُمُ چھپانا
رَدَّ يَرُدُّ لوٹانا

۲۱

تَوَفّٰى يَتَوَفّٰى وفات پانا

وَذَرَ يَذَرُ چھوڑ دینا - ترک کرنا -

اَرْبَعَةٌ چار
شَهْرٌ ج شُهُوْرٌ مہینہ
عَشْرٌ دس

بَلَغَ يَبْلُغُ پہنچنا
اَجَلٌ مقررہ مدت

۲۲

عَرَّضَ يُعَرِّضُ اشارہ وکنایہ میں بات کرنا
خِطْبَةٌ پیغام نکاح۔منگنی
اَكَنَّ يُكِنُّ چھپانا
ذَكَرَ يَذْكُرُ یاد کرنا

تَوَاعَدَ يَتَوَاعَدُ باہم عہد وپیمان کرنا
عَزَمَ يَعْزِمُ عزم کرنا
حَذِرَ يَحْذَرُ ڈرنا۔احتیاط کرنا
حَلِيْمٌ بردبار

۲۳

اَلّٰئِيْ جو عورتیں
يَئِسَ يَيْئَسُ نا امید ہونا
اِرْتَابَ يَرْتَابُ شک کرنا

اُولَاتُ الْاَحْمَالِ حمل والیاں
وَضَعَ يَضَعُ رکھنا۔بچہ پیدا ہونا
يُسْرٌ آسانی۔سہولت

۲۴

اِعْتَدَّ يَعْتَدُّ عدت پوری کرنا۔شمار کرنا

۲۵

اَحْصٰى يُحْصِيْ گننا۔شمار کرنا۔
اَخْرَجَ يُخْرِجُ نکالنا۔
خَرَجَ يَخْرُجُ نکلنا۔
دَرٰى يَدْرِيْ جاننا۔

اَحْدَثَ يُحْدِثُ پیدا کرنا۔راہ نکالنا۔

٢٦

اِتَّخَذَ يَتَّخِذُ اپنا لینا۔ بنانا | ضِرَارٌ نقصان پہنچاتے ہوئے
هُزُوًا مذاق۔ تمسخر

٢٧

تَرَاضٰی یَتَرَاضٰی باہم رضامند ہونا | اَطْهَرُ زیادہ پاک
اَزْکٰی زیادہ پاکیزہ

٢٨

فَارَقَ يُفَارِقُ جدا ہونا | مَخْرَجٌ نکلنے کی جگہ۔ جائے فرا
ذَوَیْ عَدْلٍ ٢ عدل والے

٢٩

سَكَنَ يَسْكُنُ سکونت اختیار کرنا۔ رہنا | ضَيَّقَ يُضَيِّقُ تنگ کرنا
اَسْكَنَ يُسْكِنُ ٹھہرانا۔ سکونت دینا | اِئْتَمَرَ يَأْتَمِرُ مشورہ کرنا
وُجْدٌ استطاعت۔ طاقت | تَعَاسَرَ يَتَعَاسَرُ مشکل میں ڈالنا

٣٠

ذُوْسَعَةٍ صاحب استطاعت | يُسْرٌ آسانی
عُسْرٌ تنگی

٣١

حَوْلٌ ایک سال | اَتَمَّ يُتِمُّ پورا کرنا

كِسْوَةٌ پوشاک
كَسَا يَكْسُوْ پہننا
فِصَالٌ دُودھ چھڑانا

تَشَاوَرَ يَتَشَاوَرُ باہم مشورہ کرنا
سَلَّمَ يُسَلِّمُ حوالہ کرنا - ادا کرنا
بَصِيْرٌ دیکھنے والا

۳۲

آلٰى يُؤْلِيْ قسم کھانا

فَاءَ يَفِيْءُ لوٹنا - رُجوع کرنا

۳۳

عَزَمَ يَعْزِمُ ارادہ کرنا - عزم کرنا

۳۴

رَمٰى يَرْمِيْ پھینکنا - الزام لگانا
شَهِيْدٌ ج شُهَدَاءُ گواہ

اَرْبَعٌ چار

۳۵

اَلْخَامِسَةُ پانچویں

كَاذِبٌ جھوٹا

۳۶

دَرَءَ يَدْرَءُ دُور کرنا - ٹالنا

۳۷

۳۸

۳۹

ظَاهَرَ يُظَاهِرُ ظہار کرنا
مُنْكَرٌ ناپسندیدہ بات
زُوْرٌ جھوٹ
عَفُوٌّ بہت معاف کرنے والا

۴۰

حَرَّرَ يُحَرِّرُ آزاد کرنا
رَقَبَةٌ گردن
تَمَاسٌّ يَتَمَاسُّ چھونا۔ جماع کرنا

۴۱

مُتَتَابِعٌ مسلسل
اَطْعَمَ يُطْعِمُ کھانا کھلانا
سِتُّوْنَ۔ سِتِّيْنَ ساٹھ
اَلِيْمٌ دردناک

۴۲

جَلَدَ يَجْلِدُ کوڑے لگانا
مِائَةٌ ایک سو
رَأْفَةٌ مہربانی۔ رحمت
طَائِفَةٌ گروہ۔ جماعت

۴۳

ثَمَانِيْنَ۔ ثَمَانُوْنَ اسّی
قَبِلَ يَقْبَلُ قبول کرنا
اَبَدًا ہمیشہ
لَا اَبَدًا کبھی نہیں

۴۴

۴۵

اٰتٰى يُؤْتِيْ بخشنا۔ عطا کرنا
سَفِيْهٌ ج سُفَهَاءُ بے وقوف۔ احمق
قِيَامٌ کھڑا ہونا۔ سہارا
رَزَقَ يَرْزُقُ دینا عطا کرنا

٤٦

تَبَدَّلَ يَتَبَدَّلُ بدلنا

حُوبٌ گناہ

٤٧

اٰنَسَ يُؤانِسُ عیاں دیکھنا۔ پانا

رُشْدٌ ہدایت۔ سمجھ بوجھ

دَفَعَ يَدْفَعُ حوالہ کرنا

بِدَارٌ جلدی

بَادَرَ يُبَادِرُ جلدی کرنا

اِسْتَعْفَفَ يَسْتَعْفِفُ } عفت طلب کرنا۔ پرہیز کرنا

حَسِيْبٌ بہت حساب لینے والا

٤٨

خَشِيَ يَخْشٰى ڈرنا

خَلْفٌ پیچھے

ذُرِّيَّةٌ اولاد

سَدِيْدٌ سیدھا۔ ٹھیک ٹھاک

٤٩

بَطْنٌ ج بُطُوْنٌ پیٹ

نَارٌ آگ

سَعَرَ يَسْعُرُ بھڑکنا

٥٠

تَرَكَ يَتْرُكُ چھوڑنا

اَوْصٰى يُوْصِيْ وصیت کرنا

٥١

٥٢

مُوْصٍ وصیت کرنے والا

جَنَفًا جانبداری۔ حق تلفی

٥٣

تَمَنّٰی یَتَمَنّٰی آرزو کرنا
فَضَّلَ یُفَضِّلُ فضیلت دینا۔ ترجیح دینا
اِکْتَسَبَ یَکْتَسِبُ کمانا

٥٤

مَوْلٰی ج مَوَالِیْ آقا۔ غلام۔ حق دار
عَقَدَ یَعْقِدُ باندھنا۔ عہد و پیمان کرنا
نَصِیْبٌ حصہ

٥٥

قَلَّ یَقِلُّ کم ہونا
کَثُرَ یَکْثُرُ زیادہ ہونا
فَرَضَ یَفْرُضُ مقرر کرنا۔ عائد کرنا
مَفْرُوْضٌ مقرر

٥٦

اَلْقِسْمَةَ تقسیم

٥٧

فَوْقَ اوپر۔ بالا
ثُلُثٌ ایک تہائی $\frac{1}{3}$
ثُلُثَانِ دو تہائی $\frac{2}{3}$
سُدُسٌ چھٹا حصہ $\frac{1}{6}$
وَرِثَ یَرِثُ وارث ہونا
اَبَوَانِ والدین

٥٨

رُبُعٌ چوتھا حصہ $\frac{1}{4}$
دَیْنٌ قرض
ثُمُنٌ آٹھواں حصہ
شَرِیْکٌ ج شُرَکَاءُ حصہ دار

مُضَارٌّ ضرر رساں

۵۹

اِسْتَفْتٰی یَسْتَفْتِیْ فتویٰ طلب کرنا

اَفْتٰی یُفْتِیْ فتویٰ دینا

اِمْرُءٌ مرد

هَلَكَ يَهْلِكُ ہلاک ہونا

ضَلَّ يَضِلُّ گمراہ ہونا

مختصر عربی قواعد

بامعنیٰ لفظ کو کَلِمَہ کہتے ہیں - اس کی تین قسمیں ہیں :-

اِسْم[۱] - فِعْل[۲] - حَرْف[۳]

اِسْم وہ کلمہ ہے ، جس میں فعل کے تینوں زمانوں میں سے کوئی زمانہ نہ ہو ، جیسے طَالِبٌ (شاگرد) خَالِدٌ (نام) طَيِّبٌ (اچھا - پاک)

اسم کی دو قسمیں ہیں :- (۱) نکرہ (۲) معرفہ

نکرہ - نکرہ اسم عام کو کہتے ہیں جیسے رَجُلٌ (آدمی)

اس قسم کے اسم کی علامت تنوین ہوتی ہے جسے حرف تنکیر بھی کہتے ہیں - اشخاص کے ناموں پر تنوین اس سے عام طور پر مستثنیٰ ہے ، جیسے مُحَمَّدٌ ، حَامِدٌ وغیرہ -

معرفہ - معرفہ اسم خاص کو کہتے ہیں ، جیسے الرَّجُلُ (خاص مرد)

اس قسم کے اسم کی علامت حرف تعریف "اَلْ" ہے ، جیسے کِتَابٌ سے الکِتَاب (خاص کتاب) - اشخاص اور جگہوں کے نام اس سے مستثنیٰ ہیں جیسے مَکَّة ، عَدْنان وغیرہ

حرف تعریف اور حرف تنکیر کا فرق ذیل کی مثالوں سے سمجھیے :-

طَالِبٌ - کوئی ایک طالب علم (A STUDENT)

الطَالِبُ - ایک خاص طالب علم (THE STUDENT)

تذکیر و تانیث

عربی میں عموماً مذکر سے مؤنث بنانے کے لیے مذکر کے آخر میں تاء مربوطہ (ة) لگادیتے ہیں ، جیسے عَالِمٌ سے عَالِمَةٌ ، طَالِبٌ سے طَالِبَةٌ وغیرہ

وحدت وجمع

وحدت وجمع کے اعتبار سے عربی میں اِسم تین قسم کا ہے :-

۱- المُفرد جو ایک کو بتائے، جیسے وَلَدٌ (ایک لڑکا)

۲- المثنی جو دو کو بتائے، جیسے وَلَدَانِ (دو لڑکے)

۳- الجمع جو دو سے زیادہ کو بتائے، جیسے اَوْلَادٌ (بہت سے لڑکے)

المثنی یا تثنیہ بنانے کا قاعدہ یہ ہے کہ مفرد کے آخر میں ا- ن کا اضافہ کر دیا جاتا ہے جیسے کِتَابٌ + انِ = کِتَابَانِ (دو کتابیں)

جمع کی دو قسمیں ہیں :- جمع سالم اور جمع مکسّر

جمع سالم وہ ہے جو مفرد کے آخر میں ۔ُ ون بڑھانے سے اور مؤنث کے لیے آخر میں ۔َ اتٍ بڑھانے سے بنائی جاتی ہے، جیسے

مُسْلِمٌ + وْنَ = مُسْلِمُوْنَ (بہت سے مُسلمان مرد)

مُسْلِمَۃٌ سے مُسْلِمَاتٌ (مسلمان عورتیں)

جمع مُکسّر بنانے کا کوئی خاص قاعدہ نہیں، یہ جمع کئی اوزان پر بنائی جاتی ہے، جیسے غُرْفَۃٌ ج غُرَفٌ (کمرے)، - رَجُلٌ ج رِجَالٌ (مرد) بِنْتٌ ج بَنَاتٌ (لڑکیاں)

مرکب اضافی

اُردو زبان میں اس قسم کی ترکیب میں عموماً کا- کے- کی استعمال کیا جاتا ہے اور مُضاف الیہ (جس کی طرف اضافت کی جائے) مضاف سے پہلے آتا ہے، جیسے لڑکے کی کتاب- لیکن عربی میں مضاف پہلے اور مضاف الیہ بعد میں آتا ہے، جیسے کِتَابُ الْوَلَدِ (لڑکے کی کتاب)

(۱) مضاف پر اَلْ نہیں لگایا جاتا- (۲) مضاف الیہ ہمیشہ مجرور (زیر والا) ہوگا-

مرکب توصیفی

اِس قسم کے مرکب میں اُردو کے برعکس، عربی میں موصوف پہلے اور صِفت

بعد میں آتی ہے، جیسے زَهْرَةٌ جَمِيلَةٌ (خوبصورت پھول) اس مثال میں عربی میں پھول کے لیے لفظ پہلے آیا اور خوبصورت کے لیے بعد میں، جب کہ اُردو میں خوبصورت پہلے اور پھول بعد میں آیا، عربی میں اس قسم کے مرکب میں صفت، مذکر و مؤنث ہونے میں، واحد و جمع اور معرفہ و نکرہ ہونے میں اپنے موصوف کے مطابق ہوتی ہے، جیسے

رَجُلٌ صَالِحٌ - کوئی نیک آدمی

الرَّجُلُ الصَّالِحُ - خاص نیک آدمی

بِنْتٌ صَالِحَةٌ - کوئی نیک لڑکی

اَلْبِنْتُ الصَّالِحَةُ - خاص نیک لڑکی

البتہ غیر عاقل کی جمع کی صفت واحد مؤنث ہوگی، جیسے اَلْاَزْهَارُ الْجَمِيلَةُ

الجملۃ الاسمیہ

جملہ دو قسم کا ہوتا ہے :-

اَلْجُمْلَةُ الْاِسْمِيَّةُ اور اَلْجُمْلَةُ الْفِعْلِيَّةُ

جملہ اسمیہ اسم سے اور جملہ فعلیہ فعل سے شروع ہوتا ہے۔

اَلْجُمْلَةُ الْاِسْمِيَّةُ : اس جملے میں عموماً پہلا جزو معرفہ اور دوسرا نکرہ ہوتا ہے، جیسے اَلطَّالِبُ ذَكِيٌّ (طالب علم ذہین ہے)۔ اَلْبِنْتُ مُجْتَهِدَةٌ (لڑکی محنتی ہے)۔ اس قسم کے جملہ کے پہلے جزو کو مبتدا اور دوسرے کو خبر کہتے ہیں۔

اَلْجُمْلَةُ الْفِعْلِيَّةُ : جو فعل سے شروع ہو، جیسے ذَهَبَ اَحْمَدُ اِلَى الْمَدْرَسَةِ (احمد مدرسہ گیا)

فِعْل

عربی میں فعل بنیادی طور پر دو قسم کا ہوتا ہے :-

(۱) اَلْفِعْلُ الْمَاضِي - وہ فعل، جس سے کسی کام کا ہوجانا گزشتہ زمانہ

میں معلوم ہو، جیسے کَتَبَ (اس نے لکھا)

اَلْفِعْلُ الْمُضَارِعُ - وہ فعل جس سے کسی کام کا زمانہ حاضر یا مستقبل میں ہونا معلوم ہو۔ جیسے یَكْتُبُ (وہ لکھتا ہے، یا لکھے گا)

فعل مضارع کی گردان

	المفرد	المثنی	الجمع
المتکلم المذکر والمؤنث	اَكْتُبُ میں لکھتا ہوں یا لکھوں گا میں لکھتی ہوں یا لکھوں گی	نَكْتُبُ ہم دو لکھتے ہیں یا لکھیں گے ہم دو لکھتی ہیں یا لکھیں گی	نَكْتُبُ ہم سب لکھتے ہیں یا لکھیں گے ہم سب لکھتی ہیں یا لکھیں گی
المخاطب المذکر	تَكْتُبُ تم لکھتے ہو یا لکھو گے	تَكْتُبَانِ تم دو لکھتے ہو یا لکھو گے	تَكْتُبُوْنَ تم سب لکھتے ہو یا لکھو گے
المخاطبة المؤنث	تَكْتُبِيْنَ تم لکھتی ہو یا لکھو گی	تَكْتُبَانِ تم دو لکھتی ہو یا لکھو گی	تَكْتُبْنَ تم سب لکھتی ہو یا لکھو گی
الغائب المذکر	يَكْتُبُ وہ لکھتا ہے یا لکھے گا	يَكْتُبَانِ وہ دو لکھتے ہیں یا لکھیں گے	يَكْتُبُوْنَ وہ سب لکھتے ہیں یا لکھیں گے
الغائبة المؤنث	تَكْتُبُ وہ لکھتی ہے یا لکھے گی	تَكْتُبَانِ وہ دو لکھتی ہیں یا لکھیں گی	يَكْتُبْنَ وہ سب لکھتی ہیں یا لکھیں گی

فِعل ماضی کی گردان

	المُفرَد	المُثَنّٰی	الجَمع
المتکلم المذکر والمؤنث	كَتَبْتُ میں (مرد) نے لکھا میں (عورت) نے لکھا	كَتَبْنَا ہم دو مردوں نے لکھا ہم دو عورتوں نے لکھا	كَتَبْنَا ہم مردوں نے لکھا ہم عورتوں نے لکھا
المخاطب المذکر	كَتَبْتَ تو نے لکھا	كَتَبْتُمَا تم دو نے لکھا	كَتَبْتُمْ تم سب نے لکھا
المخاطبة المؤنث	كَتَبْتِ تو (عورت) نے لکھا	كَتَبْتُمَا تم دو عورتوں نے لکھا	كَتَبْتُنَّ تم سب عورتوں نے لکھا
الغائب المذکر	كَتَبَ اُس مرد نے لکھا	كَتَبَا ان دو مردوں نے لکھا	كَتَبُوْا ان سب نے لکھا
الغائبة المؤنث	كَتَبَتْ اس عورت نے لکھا	كَتَبَتَا اُن دو عورتوں نے لکھا	كَتَبْنَ اُن سب عورتوں نے لکھا

الضمائر المنفصلة

(وہ ضمیریں جو اپنا مستقل وجود رکھتی ہیں)

	المفرد	المثنی	الجمع
المتكلم المذكر والمؤنث	أَنَا میں	نَحْنُ ہم (دونوں)	نَحْنُ ہم (سب)
المخاطب المذكر	أَنْتَ تو (مرد)	أَنْتُمَا تم (دونوں مرد)	أَنْتُمْ تم (سب مرد)
المخاطبة المؤنث	أَنْتِ تو (عورت)	أَنْتُمَا تم (دونوں عورتیں)	أَنْتُنَّ تم (سب عورتیں)
الغائب المذكر	هُوَ وہ (مرد)	هُمَا وہ (دو مرد)	هُمْ وہ (سب مرد)
الغائبة المؤنث	هِيَ وہ (عورت)	هُمَا وہ (دو عورتیں)	هُنَّ وہ (سب عورتیں)

الضمائر المتصلة

(وہ ضمیریں جو دوسرے لفظ سے مل کر آتی ہیں)

	المفرد	المثنّیٰ	الجمع
المتکلم المذکر والمؤنث	كِتَابِيْ میری کتاب	كِتَابُنَا ہم دونوں کی کتاب	كِتَابُنَا ہم سب کی کتاب
المخاطب المذکر	كِتَابُكَ تمہاری کتاب	كِتَابُكُمَا تم دونوں کی کتاب	كِتَابُكُمْ تم سب کی کتاب
المخاطبة المؤنث	كِتَابُكِ تمہاری کتاب (عورت)	كِتَابُكُمَا تم دونوں کی کتاب	كِتَابُكُنَّ تم سب کی کتاب
الغائب المذکر	كِتَابُهٗ اس کی کتاب	كِتَابُهُمَا ان دونوں کی کتاب	كِتَابُهُمْ ان سب کی کتاب
الغائبة المؤنث	كِتَابُهَا اس (عورت) کی کتاب	كِتَابُهُمَا ان دونوں کی کتاب	كِتَابُهُنَّ ان سب کی کتاب

فِعل امر حاضر

	المُفرَد	المُثنّی	الجمع
المُذکّر المُخاطب	اُکْتُبْ تو (ایک مرد) لکھ	اُکْتُبَا تم دونوں لکھو	اُکْتُبُوْا تم سب لکھو
المؤنّث المُخاطبة	اُکْتُبِیْ تو (ایک عورت) لکھ	اُکْتُبَا تم دونوں لکھو	اُکْتُبْنَ تم سب لکھو

تعارف ادارہ معارف اسلامی

ادارہ معارف اسلامی ایک آزاد اسلامی اور خالص علمی ادارہ ہے جو دور حاضر کے غلط افکار و نظریات باطل نظام ہائے حیات اور جاہلی تہذیب کی تردید اور اسلامی افکار و علوم کی تدوین و تشکیل کے اہم کام میں مصروف ہے۔

چنانچہ گزشتہ ۳۰ برسوں میں ادارہ معارف اسلامی تصنیف و تالیف، ترتیب و تدوین، ترجمہ و تحقیق اور اشاعت و طباعت کے ذریعے دنیا کی اہم زبانوں بالخصوص عربی، اردو، انگریزی، فرنچ، جرمن، سواحلی وغیرہ میں اسلامی موضوعات پر ہم عصر مفکرین کی نمایاں کاوشوں کو شائع کر چکا ہے۔

اسکے علاوہ عصر حاضر کی مسلم دنیا، اسکے مسائل اور امکانات کی صحیح تر اور حقیقت پسندانہ تفہیم۔ مسلم ممالک بالخصوص پاکستان کے بارے میں تحقیق و مطالعہ کا فروغ بھی ادارہ معارف اسلامی کے اغراض و میں شامل ہے۔